

वीर सेवा मन्दिर
दिल्ली

★

3268

क्रम संख्या

काल न०

खण्ड

ارشادات

شکرہ

میں بابو موقی لال صاحب مختار مینجر راویا سوامی
وہام اور پنڈت رنگ راو صاحب

زہنکٹھ (چیدرا باد) کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۱۱

میں بیماری کی وجہ سے یہ کتاب خود نہیں لکھ سکا

زبانی بولتا گیا اور دونوں صاحب لکھتے گئے

ترتیب بابو موقی لال صاحب نے دی ۱۲

شیو

سرسنگت

ضخیم مابواری رسالہ
شوبرت لال جی
کے

ارشادائے تخیلات - مقولات - اور فیوضات

مغنی کی زبان میں

ایڈیٹر موتی لال - مختار - نمبر اول - جلد اول - دہلی -
قیمت سالانہ للبعید برش سکہ اور صغیر عالی سکہ - نمونہ کتب کا قاعدہ -
(۲۰۰۰)

صرف روایت پسند اور فرخ وں اصحاب خدیار میں جو متعصب اور ملک ملی ہیں وہ غویہ ری
سے ہیں - یہ صلی علی اور مرزا میرٹھ کے اصول کا یا بنا رہے گی -

۲۱۔ اس میں روانہ سے سنگ کے کچن اقامتہ کلیں گے - جو لہو خود دھیب - مؤثر - سبق آموز و صمد
موتی - ٹرہنے والوں کو گھر بٹھے مت سنگ کا لطف دیکھا -

۲۲۔ ایک ہزار خدیار ہو جائے پہ لکا لاجا و لگا - حوصاب درخواست بھیجیں وہ مالوتی آڈیٹی بھیجیں
یاد دہی کو امارت دیں - دی پی سنگا کر انکار کرنے والے معاف رکھیں -

جلان خط و کتابت - بنام

تی لال ایڈیٹر منیچر ست سنگت، ڈاکخانہ راوہا سوامی دھام ضلع مراد پور

ہندی بھاشا کے امولہ پرتن

۱۴	انند و منکار	۱۴	ست کمر کی ساکھی
۱۳	انند منکار	۱۳	نوجیون سدھار
۱۸	للت پنہا بھلی	۱۸	کیرشداولی
۸	یرما رند سدھار	۸	للت کتھا بھلی حصہ اول
۱۸	للت کتھا بھلی	۱۸	اچدیتن بھلی
۱۸	درشنا بھلی	۱۸	وچار بھلی
۱۸	مرم بھلی	۱۸	بویک بھلی
۱۸	سار بھلی	۱۸	جگت مال کسل
۱۸	گیان بھلی	۱۸	للت کتھا بھلی حصہ دوم
۱۸	وگیان بھلی	۱۸	للت بھلی
۱۸	آباد روتی	۱۸	سپنا وچار
۱۸	مناہار روتی	۱۸	ہلنا چنا بھلی
۱۸	اوم ناول	۱۸	کمر بھلی مکمل و شرح بالقہ ویر
۱۸	چکرا روتی	۱۸	للت کمر بھلی
۱۸	ترب دار روتی	۱۸	سنہ روتی
۱۸	وکھار روتی	۱۸	ست
۱۸	شاموار روتی	۱۸	مد جہ
۱۸	تھکھار روتی	۱۸	
۱۸	ولہ روتی	۱۸	

موتی لال بنجر را و ہا سواقی و ہام و اکنانہ رو ہا سواقی دہام
ضلع مرزا پورہ یلونی۔

طرف سے کوشش نہیں کی جا رہی ہے۔

(۱) وردھمان جی نے فرمایا:۔ اہنسا پر مودھرمہ

(۲) اور آؤ سب لوگ بھی عملاً اور اصولاً اقرار کریں کہ

”اہنسا پر مودھرمہ“

(۳) اور وہ دن نہایت مبارک دن ہوگا جب دنیا میں اہنسا کا

احضاد بلند ہوگا۔ اور اس پر علی اور روشن عبارت میں لکھا رہے گا۔

”اہنسا پر مودھرمہ“

اوم شانتی اوم شانتی اوم شانتی

جواب۔ اس کا جواب میں کیا دوں! جو لوگ وہ زمان کے ظاہر
نام لیا ہوں وہ صرف نام ہی نام کے لئے ہیں ممکن ہے ان میں کچھ بچے
آدمی پیدا ہو جائیں اور گورنر کی تعلیم کی وسیع پیمانہ میں اشاعت کریں
اور ممکن ہے ایسا نہ بھی ہو۔ کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی
سوال ۱۴۔ متفرقین و محرم حالت نزع میں ہے اور وہ قطعی
اور کلی طور پر معدوم ہو جاویگا۔

جواب۔ جین و صرم کا دنیا میں نام و نشان رہے یا نہ رہے لیکن
ابنسا چنائی ہے۔ جو معدوم نہیں ہو سکتی کسی نہ کسی صورت میں وہ
اُبھرتی اور اپنا کام کرتی رہے گی۔

اس ملک میں جینیوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے گیارہ لاکھ تک آگئی
اور اب بھی روز بروز گھٹتی ہی جا رہی ہے۔ آگے یہ بھی تعداد رہے گی۔ یا نہ
رہے گی۔ کہ ان کے بچنے کے لیے کیا امور موجود ہیں۔ اور وہ نہ صرف
زیادہ رہتا ہے۔ بلکہ کثیر التعداد آدمیوں کی خواہش ہی رکتی ہے۔ کہ وہ
اب تک نہیں۔ ہنسنا و صرم والوں کے اندر خود ایسی شقیں پیدا ہو گئیں جو
گوشت خوری، خونخواری، اور مرد آزاری اور حیوان آزاری سے تائب
ہو گئے اور آگے بھی ایسی شقیں کے پیدا ہونے کی امید نظر آ رہی ہے۔
یہ ابنسا ہی، روحان کی تعلیم کا عطر ہے جس کے ثمر میں
اُن کا سیدھا سادہ عملی فلسفہ دکش صورت میں ملے گا۔ اس پر غلط فہم
کا پشتارہ لبا چڑنا جما دیا گیا ہے جس کے سمجھا دینے کی بھی جینیوں کی

دھرم سچائی سے تعلق پیدا کرنے میں ہے۔ اور یہ سچائی وہ چیز ہے جو انسان کو بلند خیال اور وسیع باطن بناتی ہے۔ سچی انسانیت اور سچی تہذیب کا محرک بنتی ہے۔ پھر آدمی۔ آدمی کا دشمن نہیں بنا رہتا۔ بلکہ انسان انسان کے اندر محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں انسان تمام موجودات اور وجودات کو الفت کی نظر سے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اسی کیفیت کا نام اہنسا ہے۔ اور یہی اہنسا دلوں کے اندر جگہ پاتے ہوئے سچے اطمینان قلب اور شکیں خاطر کا باعث ہوتی ہے۔ اور آخر میں مصائب سے کشتگاری دلاتی ہے اُس وقت انسان مکمل ہو جاتا ہے۔ اور مرنے پر بن جاتا ہے۔ یہی اصلی مکتی ہے۔

تعلیم چونکہ سیدھی سادھی مؤثر اور ولکس بھتی وہ اپنی تاثیر کر گئی اور تمام ملک اُسکے زیر اثر آگیا۔ اور ہنسا کے دین دامن کو محدود وجہ کی زکامیں جانوروں کی قربانیاں بند ہو گئیں۔ گوشت خون وغیرہ کی شکل میں بھینٹ پوجا کا رواج دب گیا۔ یہ آج سے کوئی ۲۵۶ برس کا واقعہ ہے۔

اُس وقت تعلیم بہت پھیلی ہوئی تھی۔ بعد کو سخت کشمکش کرنے پر پھر ہنسا مارگ کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ تب سے یہ دھرم دینی ہوئی صورت میں نظر آ رہا ہے۔

سوال ۱۴۔ کیا آپ اُمید کر سکتے ہیں کہ پھر کبھی دنیا میں روحان کی تعلیم کو فروغ ہو گا؟

اور خاص بزرگی ہے۔

یہ تم سمجھتے ہو کہ جہاں ایک ہی ایک عنصر یا ذات ہے۔ وہاں کون کس کو سمجھے! کون کس کو ٹو بجھے! کون کس کی کہے۔ اور کون کس کی منے۔ اور کون کیا کرے دھرے ان سب باتوں کا امکان صرف انیکانت ہی میں ہوتا ہے۔ انیکانت میں اس کا امکان نہیں ہوتا۔

سوال ۱۲۔ کیا کبھی کوئی ایسا زمانہ بھی تھا۔ جب اس تعلیم سے کشیر التعداد و انسا فوں کو فائدہ پہنچا ہو؟

جواب۔ ہاں! کیوں نہیں؟ پہلے زمانہ کی نسبت کوئی نہیں کہہ سکتا۔ ہاں تواریخی عہد میں ایک بزرگ پارسناتھ ہوئے۔ انہوں نے اس تعلیم کو رواج دیا۔

ان کے بعد وردھمان جی ماریوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے نہایت ہی بے خوفی کے ساتھ عوام کے ذہن نشین کر دیا۔ کہ دھرم صرف خارجی رسم و رواج کی پابندی کا نام نہیں ہے۔

کٹاے مکھہ کل مکتی ریوہ
ترجمہ۔ مکتی د گہری میں ہے۔ نہ شستہری میں ہے۔ مکتی نہ ترک واو
د بحث و مباحثہ میں دھری ہے۔ نہ تو واو (اصول کے
زبانی جمع حنیج میں ہے۔ کسی قسم کے پکش (تغصب)
کے سوا۔ اس سرے میں بھی مکتی نہیں ہے۔
مکتی صرف جذبات۔ اور نفسانی غلبات پر غالب آنے
سے ملتی ہے۔

تم اسی ایک بات سے جین مت کی بے تعصبی کے اصول
کو خاطر نشین کر سکتے ہو۔

سوال ۱۱۔ پھر دھمان کی تعلیم انیکانت واو کیوں کہلاتی ہے۔
جواب۔ جب نگاہ کے سامنے تعدد اور کثرت کا امکان ہوتا
ہے۔ اسی وقت تیزی طاقت۔ انتخابی طاقت اور تیز
اور انتخاب کے ساتھ یقینی طاقت کا آبھار ہوتا
ہے۔ اور جہاں تعدد اور کثرت کی معروضیت ہے
وہاں ان باتوں کا امکان غیر ممکن سمجھا جاتا ہے۔
انیکانت واو ہر شے کے حسن و قبح کو آنکھوں کے سامنے
پیش کرتا ہے۔ اور یہ انیکانت واو ہی ہے جو تدریج
بویک اور چار شکتی کو آبھارتا ہوا۔ سچائی کو آنکھوں
کے سامنے لاتا ہے۔ اس لئے اسکی عظمت۔ اور

جواب۔ وگمبر اور سومیت امبر کا فرق کسی مخالفانہ یا معترضانہ اصول کی نظر سے نہیں ہے۔ وگمبر برہمنہ کو کہتے ہیں۔ سومیت امبر۔ سفید پوش کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں فرقے تسلیم کرنے ہیں کہ تیر بھت کر برہمنہ رہتے تھے مجلسی ضرورتوں اور رواجوں کی وجہ سے یہ امتیازی فرق ہے ورنہ معمول کے معاملات میں دونوں کے درمیان یکسانیت ہے۔

تیر تھنکروں کی صورتیں انکے مندروں میں چاہنے لگی ہوں یا ملبس ہوں ورنہ وگمبر اور سومیت امبر ہر دو فرقوں کے افراد تو سفید پوش ہی ہوتے ہیں وگمبروں کے منی بیشک مادر زاد لباس میں معنی شگے رہتے ہیں۔

سوال۔ ۱۔ کم از کم یہ تو آپ نہ ورنہ میں گئے کہ عینی مستعجب اور ہٹ دھرمی ہوتے ہیں اور دوسروں سے نفرت کرتے ہیں؟

جواب۔ میرا تجربہ اس خیال کے بالکل برعکس ہے۔ ہاں اگر اپنے دھرم کی سختی کے ساتھ پابندی کو نہ تعصب کہتے ہو، وہ سہی بات ہے لیکن اصل میں یہ تعصب نہیں ہے تعصب تو اسے کہتے ہیں جو اپنے سوا اپنے مذہب کے سوا دوسروں کو اور دوسروں کے مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ صرف ہنسنا کے نام سے انہیں نفرت ہے ورنہ یہ آؤ طریق ہے۔ کسی کا قول ہے:-

نا تاتا مہرتوے۔ نہ ستا مہرتوے

نہ ترک داوے۔ نہ چہ تودا دے

نہ پکش سیدوا شرینے نہ مکتی ہ

دگوشت خواری۔ اور دل آزاری کی گناہ کبیرہ بتاتے ہیں۔ اور مہلہا
 دغیر گوشت خواری۔ اور غیہر دل آزاری کو ثواب عظیم (پچم دہم)
 تسلیم کرتے ہیں۔ گوشت کھانا اور خون بہانا مخالف گروہ کا دین کا مین
 ہے۔ اور یہ دین و آئین ہزار ہا برس سے بنا ہوا ہے۔ جینی چونکہ اس دھرم
 کو خارت اور نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے انکی مخالفت
 زور شور کے ساتھ ہوتی ہوئی اب تک چلی آرہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی
 سبب نہیں ہے۔ ورنہ وردھمان کی تعلیم نہایت بلند سلوہ اور پاکیزہ ہے
 سوال ۸۔ جینی ایشور کو نہیں مانتے۔ ناستک ہیں۔ یہی مخالفت
 کا باعث ہو گا۔

جواب۔ جینی ناستک نہیں ہیں آستک ہیں وہ ایشور کو تو مانتے
 ہیں۔ ہاں دھم کے ایشور کو نہیں مانتے۔ وہ اپنے تیر تھنکروں ہی کو ایشور
 مانتے ہیں۔ بیشک یہ بھی مخالفت کا سبب ہو سکتا ہے۔ لیکن مخالفت
 گروہ میں خود ایسے طریق ہیں جو عوام کے ایشور کو دھم بتتیا اور لغو قرار دیتے
 ہیں۔ جیسے ساکھیا اور واپانت وغیرہ۔ انکے ساتھ مخالفت نہیں ہے کیونکہ
 یہ ہندا کرنے والوں کے ساتھ رے ملے رہتے ہیں۔ اس لئے مخالفت کا
 اصلی باعث صرف ہندا سے نفرت اور ہندا سے عنبت ہی کو سمجھنا چاہیے۔
 سوال ۹۔ آپ وردھمان کی تعلیم کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے
 ہیں اگر ان میں ہندوئی کا اصول بتا جاوے تو کم آپس میں تو محبت کے
 ماتھہ رہتے اور دیگر اور شویت امبر کا فرق نہ رہتا

لوگ اُسے سن کر صرف ایک ایک بات کو پکڑ کر گئے۔ پوری تعلیم نہیں ملی
 دھوکا کھا گئے ورنہ جیسے ہاتھی کے پاؤں میں سب کے پاؤں۔ ویسے ہی
 اس تعلیم کے اندر ہر قسم کے معلومات۔ تجربات۔ اور مشاہدات کا امکان ہے
 اور یہ کام فلسفی خواہ ویدانتی۔ سائیکھک۔ نیاک۔ ویشیک یوگ وغیرہ میں
 سب وجہ بدرجہ اُس کے خوشہ چین ہیں۔ ہاں وہ بھرم واد۔ مٹھیا واد۔
 نہیں ہے۔ اور اُسے ویدانت کے اس تعلیم سے کہ حکمت تین زمانہ ماضی۔
 حال۔ استقبال میں کبھی نہیں ہوا۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ویدانت کا
 ایسا کہنا اور ماننا بہت بڑا بھرم ہے۔

سوال۔ اگر ایسا ہے تب تو وردھمان کی تعلیم کے ساتھ کسی کو
 مخالفت نہیں ہونی چاہیے مگر۔ لیکن مخالفت ہے۔ اور دوسرے لوگ
 اس تعلیم کو پسند نہیں کرتے۔

جواب۔ بھٹا را خیال صحیح بھی ہے غلط بھی ہے۔ پسند اور ناپسند کی
 نسبت تو اُس وقت فیصلہ نافذ کیا جاسکتا تھا جب کوئی وردھمان کی تعلیم کا
 مطالعہ کرتا ہوتا تو اگر جب کسی کے سدھانت سے واقفیت ہی نہیں ہے تو کیسے کہا
 جائے کہ وہ قابل پسند ہے یا نہیں۔

ہاں مخالفت ہے۔ مگر وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وردھمان کی تعلیم
 ناقابل پسند ہے مخالفت کرنے والوں کے کانوں تک وردھمان کا نام۔ اور
 ان کی تعلیم کی صدا ایک نہیں پہنچانی جاتی۔ مخالفت یا چڑھیں و حرم کے نام سے
 ہے۔ اسے یہ تسلیم کرتا ہوں۔ اور وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ جینی ہنسنا

یا ہٹ دھرمی نہ ہو۔ نہ دوسروں کو ذرا بھی دکھ دیا جائے۔ یہیں
دھرم کی بزرگی ہے۔

سوال ۶۔ جب دردِ ہمان کی تعلیم انت وادے تو پھر اس میں خیریت
کہاں ہے! دوئے دنیا میں دوزخ بجا رہتا ہے۔
اور جب کثرت سے تعلق رہا تو پھر دکھ ہی دکھ
رہے گا۔

جواب۔ یہاں تم سخت غلطی میں ہو۔ دردِ ہمان نے واقعات کو
واقعات کی نظر سے دیکھا۔ واقعات کو واقعات کی
نظر سے دیکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے نتیجہ پر پہنچنے
کی۔ اور آئنا تک آزادی حاصل کرنی تاکہ کی۔ بہت سے
ویدانتی لوگ ناحق کہا کرتے ہیں کہ دنیا کبھی ہوئی ہی نہیں۔
حالانکہ وہ سب سے زیادہ دنیا کے آلائشات میں رہتے
ہوئے نظر آتے ہیں۔ دردِ ہمان نے کبھی ایسی چیزیں
اور لغو تعلیم نہیں دی۔

ان کے ہاں جو کچھ ہے وہ واقعہ ہے۔ اور واقعہ کو
دیکھ کر نتیجہ پر پہنچنے کی ہدایت کی گئی

ہے ۴

دردِ ہمان کی تعلیم اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اس میں
معلومات کے تمام مارج خود بخود آ گئے ہیں۔

پر کرتی (دعویٰ و مادہ) کی ہستی کا مقرر ہے۔ اسی طرح وردھمان کی تعلیم
سیادہ وادہ بھی اور کہلائی جاسکتی ہے۔ یہ ان دونوں ویدانت اور سانکھیہ
سے ظاہر اختلاف ہے۔ اسے ایجابات وادہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ سیادہ نام
ہے ممکنات کا اور انیک نام ہے تعدد کا۔ وردھمان کی تعلیم میں ممکنات
اور تعدد اصول پر بحث کی جاتی ہے۔ وادہ کی نظر سے سوال کا یہ مختصر
جواب ہے۔

سوال ۵۔ یہ آپ کا خیال ہے ورنہ وردھمان کی تعلیم۔ سانکھیہ کی
طرح دو میت وادہ ہے اور وہ سانکھیہ ہی سے اخذ کی گئی ہے۔ سانکھیہ
دو متو پریش اور پر کرنی ماننا ہے اور وردھمان نے پریش اور پر کرنی کے
عوض زیادہ آسان اصطلاحات جیو اور اجیو استعمال کئے ہیں۔
جواب۔ یہ نہایت بحث طلب جملہ ہے۔ وردھمان کی تعلیم کا اخذ سانکھیہ
ہے یا سانکھیہ کی تعلیم کا اخذ وردھمان کی تعلیم سے۔ اس پر میں کچھ جواب
نہیں دیتا ہوں اس قدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ جن ویرم کا فلسفہ ہر
مقابلہ سانکھیہ کے قدیم تر ہے۔

اب یہ رہ گیا کہ میں وردھمان کی تعلیم کو سیادہ وادہ کہتا ہوں۔ اسکی نسبت
جین مت کے ایک مقدس نوشتہ کا حوالہ سنو۔

سیادہ وادہ دستے لیمن کپشیا تو نہ ویدیہ نے
ناستیہ بیہین کنچت جین ویرم سے اُچھٹے نے
تکر جیہ۔ سیادہ وادہ ممکنات ممکن الوجودات کا برتاؤ ہے۔ لہذا

تیرتھ۔ سنکرت ادوہ۔ تری (گڈنا) اور تھک (پاک ہونا)
ہے۔ اصلی مطلب یہ ہے۔ جس نے تمام زندگی کے مدارج طے
کر لئے۔ اور جس کے مشاہدات اور تجربات وسیع ہو گئے
اور جو ہر پہلو سے پاک و صاف اور آزاد ہے۔ وہ
تیرتھنکر ہے۔

وردھان نے کسی فرضی یا دھمی۔ فوق البشر۔ فوق
الانسان۔ یا ماوراء خیالی۔ پیدائشی مخلوق کی معراج سامنے
نہیں رکھی۔ الکا قول ہو کہ ہر عقل اور خواہش مند انسان زندگی کے
منازل اور مدارج کو طے کر کے اور لاپتات اور ملوثات سے
پاک ہو کر سر و گیتا حاصل کر سکتا ہے۔

ان جلوں میں معترض یا محقق کے سوال کے جوابات قریب
قریب سب کے سب آگئے ہیں۔

سوال ۴۔ جس طرح ویدانت ادویت واد کہلاتا ہے۔ سانکھیہ
دویت واد کہلاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وردھان کی تعلیم
اس نظر سے کون واد ہے۔

جواب۔ وہ کہتے ہیں بولے ہوئے کو۔ ویدانت ادویت کا۔
اور سانکھیہ دویت کا بولنا ہے۔ ویدانت صرف ایک
تو بہمہ کا اقرار کرتا ہے۔ دوتو کی ہستی ماننے
سے انکار ہے۔ سانکھیہ دو اصول۔ پرش اور

”فتح“ سروگیہ تا۔ مکمل گیان۔ یہ تمام وسیع المراد اصطلاحات وردھان کے جسم ہیں۔ جو ان کے خواہشمندوں وہ علما عملاً۔ اور اصولاً وردھان کے شاگرد و معتقد۔ اور ان کی تطہیم کرنے والے ہیں۔ چاہے وہ وردھان کا یہ سنسکرت نام جانتے ہوں۔ یا نہ جانتے ہیں۔

(د) وردھان لفظ سنسکرت مادہ وردھ (ترقی) اور مان (پیمانہ آلہ) سے بنا ہے۔ جو ترقی کا پیمانہ یا آلہ ہو۔ وہ وردھان ہے۔ اس نام پر غور کرنے سے معمولی تہذیب کا آدمی بھی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ اس مبارک اور پاک نام میں وسیع المرادی۔ اور کثیر المرادی کا نشان شامل ہے۔

(۵) وردھان کا دوسرا اور شہور نام ہابیر سوامی ہے ”ہابا“ جڑا، ہیر، اشجاع ”سوامی“ دمالک اور معلم۔ مرشد اور گورو ہے جو بڑا شجاع و روحانی معلم ہو وہ ہابیر سوامی کہلاتا ہے۔

(۶) ایسے مقدس وجود کی تعلیم۔ تعصب۔ ہٹ و صرمی۔ تنگیابی اور تنگی کے نقص سے پاک ہوگی۔ اور وردھان نے انکا ثبوت اپنی عملی اور مثالی زندگی سے دیا۔

(ز) وردھان کو جینی تیرتھنکر بھی کہتے ہیں جسکی اصلی مراد سے کتر لوگ واقف ہیں۔

تیرتھنکر لفظ کے لغوی اور مجازی مراد کی صراحت یہ ہے :-

اور اثرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور وسیع المراد اس وجہ سے ہے کہ اس عمل کے سلسلہ میں اس کی معراج دسرو گیتا کی ہے۔ دسرو گیتا کمال ہے۔ مکمل کیفیت سے پورتا ہے۔ ان سب لفظوں کے اندر دسرو گیتا لفظ کی وسیع المرادی کا پتہ لگے گا۔ پھر بھی دروہمان کی تعلیم محدود المراد نہیں کہی جاسکتی۔ وہ جب ہوگی وسیع المعنی ہوگی۔

دب جو جماعت بنی یا مجلسی حالت ہی کے خوش شمار کھنے کا خیال ہے۔ ان مذاہب کی حیثیت صرف مجلسی ہی مذہب کی ہے۔ دروہمان کی تعلیم کا مقصد جماعت بندی یا افرادی کثیر التعدادی نہیں ہے۔ بلکہ وہ کچھ اور ہے۔

دروہمان جیندیر یا جینیشور کہلاتے ہیں۔ جن بکت ہیں فاتح اور فتح مند کو۔ جن کو نفس اور حواس۔ مادہ اور متضاد کیفیت پر فتح حاصل ہے۔ من۔ اندری۔ نفسانی جذبات اور غلبات پر جن کو قبضہ اور قابو حاصل ہو گیا ہے وہ جن ہیں۔ اور جن طریق کا نام اسی رعایت کی وجہ سے عین و عزم ہے۔

(ج) کوئی انسان جو اپنے نفس پر قادر ہو وہ جن ہے۔ اور جو دروہمان کا شاگرد ہے۔ موجودہ جینیوں کو چاہیے۔ کوئی شخص محو دروہ کہے اور اسکی امتیازی صیرت بھی ایسی ہی بن گئی ہے لیکن جبکا اصول دل۔ نفس۔ جسم۔ اور حواس پر فتح پانا ہے۔ خواہ جنہوں نے جزوی یا کلی طور پر ان پر فتح پالیں۔ وہ سب کے سب جن کے انویائی دیوی یا ”جینی“ ہیں۔

ضمیمہ

گاہل آف وردھان

ترصنف

سوال ۱۱۔ بھگوان وردھان کی تعلیم محدود المراد ہے یا وسیع المعنی ہے؟
جواب۔ یہ الفاظ مہمل ہیں۔ پہلے قلمی و المراد اور وسیع المعنی حد ضابطہ
کی صراحت کر دو۔ تب جواب دیا جائے۔

سوال ۱۲۔ محدود المراد وہ ہے جس کا مقصد ہی و دیت سمیت
اور سکھانے کا ہو جیسے چینی سمیتے اور سکھاتے ہوئے اپنے آپ کو سب
تبار رکھتے ہیں اور اس گروہ میں تھوڑے سے آدمی رہ گئے ہیں جن کی
تعداد زیادہ نہیں ہے اور وہ بھی روز بروز گھٹتے جا رہے ہیں۔

اور وسیع المعنی سے یہ مطلب ہے کہ جو دھرم کے ساتھ سب پر اثر انداز
ہو اور اس میں پھیلنے اور بڑھنے کا امکان ہو۔ جیسے آج کل کئی مذاہب اپنی
جماعت بڑھاتے جا رہے ہیں اور تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں۔

جواب (الف) وردھان کی تعلیم دونوں ہے۔ محدود المراد و وسیع
کسی جاہلی ہے کہ اس کا اکیلا مقصد جیو کہ سنا رہے خطرات نہ

ل

لوکا کاش - محرو و کاش - لوکا کاش

م

مہا پیر سوامی بیسوں کے چوبیسوں پر تین گ
مہیہ مارگ - مہیانی مرنی -

مار سیہ کام -

مرگ ترشنا - مرگ -

موکش مکتی - مان -

مکتیا باطن -

ن

نیتہ المیتہ بجاؤنا - عاصیت دنا پاری
کا خیال -

نت - دائم مقام -

نروان - نفسانیت اور اویہ کے مبات کو
پہنک کر اٹا دینا - مکتی -

نرگرتھ - آزاد اور تعلقات کی زنجیروں سے

مصلوں وغیر اہل کتاب -

ناتھ پتر - مہا پیر سوامی کا دوسرا نام سنہ

ذاتہ یات کل کے تھے -

نسک - نئے - رسائل

نابجی - مکتی داتا

نات کلند ونہ - مات کل کا چاند -

مہا پیر سوامی کا ایک نام -

نات پت - مہا پیر سوامی کا نام -

نرمیدھ - انسانی قربانی -

نرجوا - دغیہ

و

وردھمان - اقبالند - مہا پیر سوامی کا نام

وجے - ایک مکتی کا نام -

ورت - عہدہ مستحکم - پر تل گیا -

واوی - مباحثہ - مقصد -

ویدانت - ادویت واو - جو صرف ایک تھو

کو ماننے میں - مذہب کو جید -

وہار - سندھ - حافظہ

— (۱۲۷) —

سوشپتی - گہری بند۔

ش

شکل و صیان - مفید تصور۔

شتر آؤگ - بیرونی مہنی مرد

شتر اوکا - بیٹی عورت۔

شترت - سنا - ہاں معنی شائستروں کے

مطالعہ اور شننے سے معذب۔

شنگرا چاریر - اس بات کے بھاری۔

ک

کونستید - ادھار سہارا۔

کیہول گیان - خالص ہاں۔

کاین - علت غائی۔

کرکک - کرم سے مشوب

کیولی - اٹا درجے کے بڑا۔ جینی۔

گل

گنا بھر - خاص مرید۔

گومیدھ - گنگ کی قربانی۔

سمیک - نعل - محل - محرمی۔

سم - عینیت - بکسوتی - بکسری۔

سمیک وشن - شہدہ گان۔

سمیک چرت - عن کامل۔

سمیک گیان - علم کامل۔

سنگت - صحابہ دین - صاحب نثر

سندوں سے اس رت کو پالاسے۔

سہرو گیارہ - عالم کل - ناظر کل - واقع کل۔

سدا دعا رکھتے۔ - سگوان - نام جو ہر جگہ

سنبھجے - اکہ مہنی کا نام۔

نمشتی - باہر سواری کا نام۔

سمو مہن - ست - کہ

ستھاوہ - بے حرکت - درخت

پیش جت

سمبھو یا سمور - رنگ غلام - دی نورسانی بند

ستما - یک نظری۔

تچت تیاگ - مرگشت اور بڑے کاری

ارتادہ پھل کا نہ کھانا۔

سانت - انت والا - تمہو نے ملا۔

مولے میں



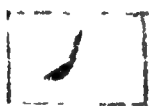
جو گہرے غم میں قوت
وہ سن - مشاہدہ -

وہاں خال سا اور موڑ -

وہ چاروں طرف -

وہ چہ - جہر -

وہ چہ - حسی -



وہ چہ - حسی -

راتری بہکت تیاگ سرور غور

مولے کے بعد -

روچک حبت - لایح و سینہ والی



سہویت امیر - سینہ پور چینی نوٹ

سہویت امیر - سینہ پور چینی نوٹ

عیدائیں کے ترے رقی - باپ - بیٹا -

روح القدس -

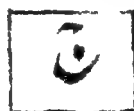
صوفیوں کے ترے رقی حق الیقین

علم الیقین - عین الیقین -

جینوں کے ترے رقی سیک ورن

سبک چتر لویک - گن -

تکیشا - قوت برداشت -



چو - روح

جن فاتح دروغانی، جینی یا جینوں کے

رود - ہمن ساوہو -

جینوں کے ترے رقی نفس - برتکر -

جینوں کے ترے رقی جین و ہرم کے اپنی -



چنگ و گیان وادی - لہجہ -

و گیان کے لہجہ ہنسے ہنسے رہنے والے

پار واک - ہنسے ہنسے ہنسے ہنسے

ب

پودھ بگلوان بڑھ دھمکے بانی سہانی۔

بتیال۔ عذر۔ پریت وینو۔

ایو لاپل۔ ایک پوجا نام ہے۔

بہسب۔ راجہ بنزیا کا دوسرا نام۔

بکل اندر یہ جن میں کئی کئی خواص ہیں

گرمب ناقص اور غیر مکمل۔

بہر آتما۔ حاجت میں۔ حاجت پسند۔

بہا و سمور۔ انی مند۔

بودھ در لہجہ ہواؤنا کھن سمجھنے کا

خیال۔

بہکشتو۔ چینی سا دھو۔

پ

پر تنی بھاس۔ تھلا۔

پر تیا ہا۔ بار بار غل۔

پیدا رکھ۔ غلی۔ جوہر۔ سات تنو۔ دوتو۔

پنگل۔ جذبات۔

پریرنا۔ تحریک۔ حرکت۔

پوش بھو پو اس۔ ہرچ دھویں روز

پہنے میں دو بار روز رکھنا۔

پری گرہ تیاگ کسی سے کچھ نہ لینا۔

پرنیکش پرمان۔ حاسی موم۔

پراگہ۔ سوشی کی کیفیت۔

پر گیا کھن گھی پرمی۔ جین۔

پی نروان اوستھا۔ شریر تھاک

کوسکے نہ مکتی۔

پروراجک۔ حوادھو گوم پیر کر پیا۔

کرتے ہیں۔

ت

تیر تھنکر۔ تیرے تمام مکمل اور نفلو دھاکے

مائل ملے کہتے ہیں۔ سان کا۔

تپ۔ باہم۔

تیرس با حرکت۔

ترسے رتن۔ تین جو۔

بودھوں کے ترسے رتن۔ دھ۔ دھرم۔

سگہ۔ ہندوؤں کے ترسے رتن۔ یست

چت۔ اند۔

وٹھو۔ ہمیش

انڈکس

الف

اوصی گیبانی عہد نبوی۔

ارجحی کا۔ ہلکی۔

آپ یوگ سنی۔ صاحب تہ سیر۔

الوکا کاش۔ کیول کاش۔

انت۔ ابدی۔

ابدی۔ دائمی۔

اشترن بھاؤنا۔ گوروں کے تہ در

جہلی معراج کو تہ نظر رکھنا۔

اشرو بھاؤنا۔ جو کی کرہی جنبیت کا خال

ایشور۔ ایشورہ والا۔ خدا۔

اشو میدھ۔ گھوڑے کی قربانی۔

الو بھو۔ ریش نمبیری

اوشٹ تیگ۔ آگیان اور اودیا کی تک کرنا۔

انادی۔ انلی۔

ایکانت بھاؤنا۔ کیلے رہنے کا جہاں۔

سوچی بھاؤنا۔ ناپائی کا خیال۔

ایگنتیا۔ محدودیت۔

اجیو۔ بڑا۔ اود۔ نامہ کے درات اور سیال جوہر۔

اتھرو وید۔ ہندوؤں کا چوتھا وی

اوتی دیوگ۔ دیناؤں کے تعلقات کا ذکر

اوصی بھوتک پینچ بھوت سے سنی ہوئی

مخلوق سے سنی سے ماش و کوکھ۔

اوصما تک۔ دلی۔

اوسیت وادی۔ جوہر آب تو کو

مانتے ہیں۔ موتا۔

انیکیتو۔ تعداد کی کثرت۔

آشرو آدھار۔ ا۔ ارحلہ۔ مرکز کی جہت

اوصہ شتان۔ سوہما۔

انوج چا۔ ماہیر سوامی کی رتن کا نام

اپرہ کرہ۔ ترک موالات۔

ارودھ مال جی۔ پرکرت۔

اندر بھوتی۔ کوئم سوہمی۔ ایک بزرگ کا نام

ارمنہت۔ قابل پستش وجود

تیم نوشتہ جات سے ہوسکتا ہے۔

(۱۵) جس کا باطن اچھا ہے اُس کا ظاہر بھی اچھا ہوتا ہے جس کا باطن اچھا نہیں اُس کا ظاہر بھی اچھا نہیں ہوتا۔

(۱۶) ظاہری خوشنما، خوشگوار اور خوش صورت کی حالت دیکھنے سے اکثر باطن کی خوشگوار، خوشنما، خوش صورتی کا پتہ لگتا ہے۔

(۱۷) اس سے ثابت ہے کہ اہنسا دہرم سے ویش کا ہر صرح سے اچھا ہے۔

(۱۸) اہنسا کے اصول کو من میں دھارن کرو۔ اور موکش کی خواہش میں دہرم کے رستہ پر چلو۔ یہ جین مت کا سچا جانت ہے۔

(۱۹) جو اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر اس اور من پر فتح پالیتا ہے وہی جیتی ہے اور اس کی فتح نہایت شاندار ہوتی ہے۔

ختم ہوا کاپل آف وردھان

ہفتہ وار جین سنار و سلی

تمام جین سماج میں اردو زبان کا واحد اخبار ہے چوپھلے تین بار سال سے سماج کی سیوا کر رہا ہے۔

سالانہ چارہ تین روپیہ ہے۔ نمونہ طلب کرنے پر مفت ملتا ہے +

پتہ - مینجر۔ جین سنار۔ دہلی۔

دھرم کی مراد سے کوسوں دور ہو گیا۔

۸) مہابیر سوامی نے اپنی زندگی ہی میں بیشمار آدمیوں کو دھرم طاعت سکھایا تھا۔ ان کے بعد ہزاروں کی تعداد میں ایسے آدمی نکلے جنہوں نے ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک گرو کا پیغام پہنچایا۔

۹) ان کے گیارہ گنہ دھروں نے اس کام میں بڑا حصہ لیا۔ ان سب کی ایثار نفسی قابلِ تعریف تھی۔ لیکن گوتم گن بدھ کا کام سب سے زیادہ شاندار تھا۔

۱۰) یہ سب کو معلوم ہے کہ مہابیر سوامی سے پہلے اس ملک میں مہسا کا رواج کثرت کے ساتھ تھا گوشت کھانا۔ خون بہانا۔ وتناؤں کے نام پر جانوروں کی قربانی کرنا۔ اور نہ صرف حیوان بلکہ بالغ اور بچے انسان بھی ہر جگہ اور ہر وقت کثرت سے دھرم کے نام پر بوجھ کئے جاتے تھے (۱۱) گن بدھ کیوں یہی وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمالیہ سے لیکر اس کماری تک مہسا کے جھنڈے کو بلند کر دیا۔

۱۲) اور تھوڑے ہی دنوں پر ایسا نامہ آگیا کہ چین جاؤں علم و ہنر کو ترقی دینی چاہیے ساتھ لالصف و پریم کا یو ہار رکھا (۱۳) چین شرا کوں کے جگہ روم پر پاٹھ شالارشا و صاحب کھولے اور کھولے جانوروں کے نیچے بچر پول قائم کر لئے تاکہ ان کے پران کی کڑواہٹ دور ہو سکے۔

۱۴) باطنی طور پر زندگیوں کی جیسی گھڑت ہوئی تھی اسکی سبب زبان بند کھولی جاسکتی۔ لیکن ظاہری طور پر چین دھرم نے جس طریقہ پر قادیان عام کے کام جاری کئے تھے انکی کیفیت کا علم

اڑتیسواں باب

مہا بایر سوامی کے بعد دھرم کی اشاعت

(۱) بھگوان مہا بایر سوامی لوگوں کو اچھی طرح نوہن نشین کرا گئے تھے کہ دھرم نہ تو رسمی اور رواجی چیز ہے اور نہ زبانی جمع خرچ ہی تک اُس کا تعلق ہے۔ دھرم من سے دھارن کرنے کی چیز ہے۔

سکرت ”دھرمی“ دھارن کرنا۔ اور ”ما“ منن سے نکلا ہے۔

(۲) دھرم مجلسی مضابطہ نہیں ہے۔ بلکہ اصلی چیز ہے۔ اور اصلیت کی نظر سے دیکھے جانے کی چیز ہے۔

(۳) جس دھرم کی ابتدا بھگوان مہا بایر سوامی نے کی ہے اُس کی جا ہے خوب جتنی پرتال کرو۔ اور کرنا بھی چاہیئے۔ آتے سچا ہی پاؤ گے۔

(۴) دھرم نجات کا پیغام ہے اور امنسا کا ویت اُس کا پہلا اور آخری زینہ ہے۔

(۵) دھرم۔ انسانوں میں مخالفت کا شیرازہ فروغ کرنے کا نہیں نہیں ہے۔ جو ایسا جھگڑے میں وہ غلطی پر ہیں۔

(۶) امنسکوں کا مت۔ محبت۔ وہ پیہم سے اور امنسکوں کا مت تفرقہ انداز۔ اشتعلال انگیز۔ اور خصوصیت خیز ہو سکتا ہے۔

(۷) جس نے دھرم کو صرف حاجی رسوں کی پابندی کا مضابطہ سمجھا وہ

(۱۶) اگر دراصل ایسا سمجھتے ہو تو اب تمہارا فرض ہو گیا کہ بھوے بھگلوں کو سچا رہ نہ دکھاؤ تاکہ سچا دھرم دنیا میں پھیل جائے اور دیکھی آدمیوں کو اسکی وجہ سے شانتی اور روحانی اطمینان کی برکت نصیب ہوئے۔

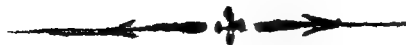
(۱۷) تعظیم و تکریم کے ساتھ بھگوان کے جسم کا انتہائی سنسکا کرو۔ اس وقت تمہارا فرض صرف اتنا ہے۔

(۱۸) گف بھگوان کی باتوں سے سب ناموش ہو گئے۔ دور دور کے شراؤک، شرلوکا، پرورا جاک، پرورا جیکا اور سرطیقہ کے آدمیوں کو بھگوان کے نواں پالنے کی خبر بھی گئی۔

(۱۹) بہت آدمی آئے۔ ان میں براہمن، کشتری، ویش، شودر، دوہمند اور غریب۔ راجے مہاراجے، رئیس، امرا، غریب، غریبا، بھی تھے۔

(۲۰) اور انہی موجودگی میں بھگوان کے مٹری کا سنسکا کیا گیا۔

۲۱۔ اور سب اس رسم کے ادا کرنے کے بعد پاؤں پورے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور سمیک وشن، سمیک گیان، اور سمیک چرتو، دھرم کا گہرا سنسکا اپنے دلیں میں لے گئے۔



سزا دہونا نہایت مسرت کا مقام ہے۔

(۱۰) بھگوان نے نروان کی حالت حاصل کرنی ہے۔ نروان دائمی زندگی ہے جس میں دکھ اور مصیبت نہیں ہے۔ الہکیتہ (محدویت) کو چھوڑ کر جو سر و گویہ (عالمِ کل) ہو گیا اُس کے لئے ماتم کرنا سخت نامادنی ہے۔

(۱۱) بھگوان دائمِ احیات ہو گئے۔ اور اُنکی طرِ زندگی کی پستش اُنکے تلمیذین کو وہ اصول اور اُنکی پیروی میں ہے جو شخص بھگوان کی تعلیم کے موافق اپنی زندگی بناتا ہے وہ اُنکی سب سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔

(۱۲) تم نے پھول جمل پر بت پر کا بھگوان کا پیغام اُس لیا ہے۔ اس پیغام کے سننے کا کچھ مقصد تھا۔

(۱۳) مقصد یہ تھا "بھگوان کی ہدایت پر غور کرو۔ اُس چل مو اور اپنی مثالہ زندگی۔ اور قولِ فعل اور خیال سے خود نیک بن کر آؤ۔ بنو جی نیک بناؤ۔"

(۱۴) صنائی پسند آدمی ناپاک اور گندہ جگہ میں رہ کر بھی اُسے پاک و صاف بنا لیتا ہے۔ اور ناپاک آدمی پاک جگہ میں جا کر بھی گندہ بن گیا۔ پھیلاؤ بتا ہے۔

(۱۵) آہنا و دھرم سب سے بڑا سب سے اچھا۔ اور سب سے پاک و دھرم ہے۔ یہ سمجھ گئے ہو۔ خود بھگوان اُنکی اہمیت بتا رہے وہن نشین کرادی ہے۔

سینتیسواں باب

انجام

۱۔ جگلوں نے تیس برس کی زندگی میں ویراگ لیا۔ بارہ برس تک کرٹے سے کرٹے تپ کتے اور بکلیخت تیس برس سے کچھ زیادہ دنوں تک دھرم کی اخلاف کی۔

۲۔ بانی عیسیٰ مسیح نے پچھپھینے اور اٹھائیس دن کی ہوئی۔

۳۔ ستے ستے وہ پاوان پور میں پہنچے۔

۴۔ یزید سفار میں اس کے سفر کا آخری مقام ثابت ہوا۔

۵۔ یہاں سے پھر وہ وہ سہری جگہ نہیں گئے۔ اور یہیں سے نروان اوستھا کو پاپت کیا۔

۶۔ تیس برس کا زمانہ اور اس کے دھرم کی اشاعت کی اس قدر شائستگی

۷۔ جس وقت آپ کی روح پاک نے خرقہ جسمانی ترک کر دیا تو لوگوں کو ان کی جدائی نہایت شاق گذری۔ اور کہنے لگے۔

۸۔ افسوس! جو آسمانی نور دنیا کی تاریکی مٹانے کے لئے آیا تھا وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب کون سچائی کی تلقین کرے گا؟

۹۔ یہ حالت کو دیکھ کر جو تم نے سمجھا یا کہ یہ جگہ ناما پمار ہے اور یہ جسم مرنے لگنے کی چیز ہے۔ اسکی قیاس کسی کی روح کا ہمیشہ

(۸) غصہ میں کمزوری ہے۔ رحم اور برداشت میں طاقت ہے غصہ سے کام نہ لو نرم اور نرم ہی ایسے اوزار ہیں جسے عالم کو تسخیر کیا جا سکتا ہے
 (۹) نفرت میں طاقت نہیں ہے۔ سافت محبت میں ہے اور نرم محبت کے اصول کا برتاؤ کرتے ہوئے دوست و دشمن سب کو اپنا فریقہ بنا لے۔
 (۱۰) کھلاؤ پلاؤ و تنگیوں کو کپڑے پہناؤ۔ کھلانے میں کھانے سے زیادہ مرہ ہے۔ پالنے میں پینے سے زیادہ لذت ملتی ہے۔ پیتے سے پہنانے میں زیادہ خوبصورتی آتی ہے۔

(۱۱) مصیبت کے وقت ہر مصیبت زدہ کو اپنی ہمدردی کا مستحق تصور کرو۔ ہمدردی جتانے کے بھی باز نہ ہو۔

(۱۲) پیہر رنگی، اختیار کا۔ او۔ پاپ (بدی) سے پرہیز رکھو
 (۱۳) خود جو۔ مذہب و ادب بننے کا کوشش کرو۔ دوسروں کو جینے دو۔ اور انہیں معراج پر پہنچانے میں دریغ نہ کرو۔ ایسا کوئی عمل یا خیال بنو جس سے اپنی روح کو بچھڑے۔ یا دوسروں کی دل آزاری ہو جائے

یہی معصومیت وغیرہ دل آزاری عام تشدد۔ امن پسندی۔ اہنسا کہلاتی ہے۔ اہنسا ہی منزل حقیقت پر پہنچانے والے راستہ کا نشان ہے۔ اہنسا کا اصول ہی مذہب روحانی کا سنگ بنیادی ہے۔ جو شخص اہنسا کا پورے طور پر عامل ہوگا تمام نیک اعمال نیک بنیادت۔ نیک خیالات

آؤیوں کی زندگیوں کی حالت اور غلامی کی عسرت پیدا کی۔

۳۱۔ جب وہ بچوں لاپل پربت پر پہنچے وہاں ہمارا آدمیوں کے جگھٹ سے گھیر لیا وہاں پر انہوں نے جو لوگوں کو چھائی دی وہ کئی :
سے اجہا عالمگیر اثر انداز ثابت ہوئی۔

۳۲۔ آپنے فرمایا۔ جو خود جلتا ہے وہی دوسرے کو بھی جلاتا ہے۔ جبکہ
دل میں ٹھنڈک ہے وہی دوسروں کو بھی ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ نیک
ہو۔ اور اوروں کو بھی نیک بننے دو۔

۳۳۔ روشن چراغ سے کچھ سوئے چلتا جاتا ہے۔ یہی تم روشن
ہو۔ اعلیٰ حقیقت کی طرح دوسروں کو روشنی کا سہہ دکھاؤ !

یہ ہماری زندگی کا مقصود ہے ۱۱

۳۴۔ دو : ہو یا دشمن ہو۔ ہماری ذات سے ملنے خیر و برکت کا باعث
ہو۔ اگر کسی رشتہ داروں سے تم کو محبت ہے تو اس محبت سے اپنے
بھائیوں کو بھی محروم نہ رکھو۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ ہماری خیر خواہی
سے منسلک ہیں۔

۳۵۔ پاپ۔ سے نفرت کرو اور بچو۔ لیکن پاپیوں سے نفرت نہ کرو۔ اہیں پاپ
سب سے بڑا ہے۔ اگر ان کا کلیان ہو۔

۳۶۔ اگر تم مجھے ہو کہ کسی جگہ کے آدمی سخت تاریک دل میں۔ اور ہنسنا دم
کی منی لفظ کہتے ہیں تو فکر نہ کرو۔ کوئلہ کالا ہوتا ہے۔ اور آگ کی گرمی
پاسنے سے۔ زیادہ۔ سے زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

جگہ دو۔ یہی سچا سمبر (روک تمام) بنے گا۔

(۷) جب ہنساکے روک تمام کی گئی۔ اور آدمی انہنگ بننے لگا تو تمام ہائیوں کا دھرم خود بخود ہونے لگے گا۔ اور زبرد و فعیہ کا پھل آپ ہی آپ پراپت ہونے لگے گا۔

(۸) جب آدمی ہنساکا دھرم کر لیا تب وہی موکش کی کیفیت ہے۔

(۹) انہنگ لفظ کو معمولی نہ سمجھنا۔ یہ بہت وسیع المراد لفظ ہے۔ انہنگ دیا اور

کھٹا ہے۔ انہنگ ارم اور کرہ ہے۔ انہنگ خیر و برکت ہے۔ انہنگ جہاں

سب کچھ ہے ایک شتم کی سب تعلق اور بے لوثیت بھی ہے۔ جو ہر شتم

کی آلائشات سے پاک اور صاف ہے۔ یہ ایک شتم کی اور سیتا بھی ہے۔

(۱۰) انہنگ محبت ہے اور محبت بھی نہیں ہے۔ یہ بغیر ضائع و فرعن اور کرے

کی اصطلاح ہے۔

(۱۱) جس نے اس انہنگائی مراد کو سمجھ لیا۔ سمجھ کر اس پر قائم ہو گیا۔ قائم ہو کر

وہ اس کا مل کوٹے ہوئے محتم انہنگ بن گیا۔ تو اس کے (دھرم)

کامل ہونے میں کوئی گسر نہیں رہی۔

پختیواں باب

ہیولا چل پریت کا دھرم اپدیش

(۱) اس طرح گھوم پھر کر دہاؤ کر کے ہنگوان۔ ہا ہیر سوچی نے دھرم کا پرچار کیا اور لاکھوں

اور کدے کا باعث ہے۔ جو شخص دھرم کی رکشا کرتا ہے۔
دھرم دھرم کہتا کرتا ہے۔

پینتیسواں باب

اہنسا

(۱) اہنسا کا سر پہ بتلاتے ہوئے بھگوان مہا بھیر سوامی نے مکھیہ گن بھر گتم سے فرمایا۔ اے گوتم! دھرم پت اور روت کے ناموں میں وقت اور مشکلات کا خیال ہے۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ ان سب باتوں کی مرادوں کا اشتمال صرف ایک لفظ اہنسا میں موجود ہے۔

(۲) سچے معنی میں اہنسا دھرم کا پالن کرنا ہے۔ وہی تپا تپسوی۔ سچا دھرماتما اور تپا دھرم والا بن جاتا ہے۔

(۳) تم نے سن لکھا ہے۔ اہنسا پر دھرم ہے۔ اور جب اہنسا پر دھرم ہو تو پھر سوچ سمجھ سکتے ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔

(۴) من بچن۔ اور کرم سے اہنک بن جاؤ۔ اور تمام خوبیاں تم میں اور تمہارے اندر آ جائیں گی۔

(۵) جو شخص ہنسا کرتا ہے وہ حسد، بغض، ظلم و تمام سب کا عادی ہوتا ہوا اپنے کرموں کے جال کے بندھن میں بندھا جائیگا جس سے چھٹکارا پانا مشکل ہوگا

(۶) تیرے فکروں کا خیال تو در دل میں رکھ کر اہنسا کے خیال کو دل میں

کا سپر ہو جانے اور مجتمع ذرات کی نذر اسے روح اپنی اصلی حالت و اصلی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور زندہ جاوید ہو جاتی ہے۔

(دخ) لوک بھائونا۔ (لوک کا خیال) آدمی چاہے جس لطیف یا کثیف لوک میں رہے۔ دکھ سے کوئی بھی خالی نہیں ہے۔ اس لئے اچھے سے اچھے لوک کی خواہش بھی سخت غلطی۔ فریب ہے جیو خالص جیو ہو۔ پورن (کھل) ہو۔ نردان کا خواہشمند رہتے (دی) بودہ در لہجہ بھائونا۔ کٹھن سمجھنے کا خیال، نر شہر پر در لہجہ ہے اُسے پاکر ست کا و چار در لہجہ ہے۔ و چار کر کے اُس کا گروہن در لہجہ ہے۔ و شوا اس۔ کھ کر اُس پر عمل کرنا در لہجہ ہے۔

تیر تھنکروں کے دھرم کو ماننے والوں میں پیدا ہونا در لہجہ ہے اور پیاہو کرانگی پر دمی کرنا در لہجہ ہے۔ سمیک گیان۔ سمیک ورشن۔ اور سمیک چتر در لہجہ ہیں۔ ان تمام مشکلات کا آسان ہونا خاص خاص جیوؤں کے حصہ میں آتا ہے جب یہ تمام مشکل الحصول سامان کسی کو پیشہ آجائیں تو انہیں غنیمت سمجھ کر ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اور اس جیو آتھا کا و میان ہمیشہ ہونا چاہیے کہ دھرم دیا ہے۔ اور دیا دھرم جو دیانہ ہو تو دھرم کچھ نہیں ہے۔ دھرم اتم ستا ہے۔ دھرم کا حصول کامل ہی کتنی یا نجات ہے۔ دھرم کا آچرن ہی جیون

بچے کا

(۵) اُفیتہ بھاؤنا (خیالِ غیرت) جسم فانی ہے۔ وہ نہ کسی کا ہے۔ نہ کوئی اُس کا ہے۔ بیوی۔ بچوں۔ مال اور جائیداد۔ حکومت اور ثروت سب کے سب روح اور روحانیت سے قطعاً جدا ہیں۔ اکالہ ہر تعلق ہے۔ اصل میں ایک کا دوسرے سے بالکل کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(۶) اشوجی بھاؤنا۔ (ناپاکی کا خیال) جسم ناپاک ہے اور اُس کے رگ رگ ریشہ ریشہ میں ناپاکی ہے یہ عوارض کے ماتحت اور محکوم ہے پیار کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہی اندرونی آلائشات پر اگر غور کیا جائے تو دیکھیں اس سے زیادہ قابلِ نفرت دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔

(۷) آشر و بھاؤنا (جیو کی مرکزی حیثیت کا خیال) جیو میں آجیو کا آشر و ہوتا ہے۔ آشر و کے روکنے ہی سے ۱۰۰ کروڑوں سے ٹھیکارا پائیگا۔

(۸) سمیر بھاؤنا (روک تھام کا خیال) آشر و کا چھوٹا سمیر سے متعلق ہے روک تھام ہو۔ بند لگے۔ بندشی کیفیت سے تاویبی حالت پیدا کیجائے۔ گیان تپ اور رت سے گہرا تعلق رکھا جائے۔

(۹) مڑولادی ذرات فعلی کا روح سے جو پُرانا تعلق ہے وہ شوقِ ریاضت اور عمل۔ ترک و تجرد سے قطعی زائل کر دیا جاتا ہے۔ گویا نئے آشر و

(خیالی یا دلی تقویٰ اور اس کے عمل کے تابع ہے۔ انکی بھی صراحت یوں کیجا سکتی ہے۔

(الف) جیو (روح) ایک دائم ایسی چیز ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگی لیکن اسکی جو حالت آج ہے وہ ہمیشہ سے ہے نہ ہمیشہ رہیگی کوئی شے اور نہ کسی شے کی کوئی حالت ایک بلورینہ ہمیشہ رہی ہے نہ ہمیشہ سے ہے نہ ہمیشہ رہیگی۔ اس میں ہر لمحہ ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔ اس عالم زمان میں کسی حالت پر اطمینان کلی کرنا غلطی ہے۔ اور یہی اس بازگاہ کا سب سے زیادہ ہوتا ہے (ب) اثرن بھاؤنا۔ دنیا میں کسی کی پناہ نہیں ہے جب موت آتی ہے تب کوئی طاقت۔ دوست۔ یا کوئی نہیں چا سکتی ہو

(ج) سنسار بھاؤنا۔ دکھ کا اصلی سبب ہے اس سے نجات حاصل کرنے میں سکھ ہے۔ پیدا ہونا دکھ ہے۔ جینا دکھ ہے۔ مرنی دکھ ہے۔ بڑھا پاؤں دکھ ہے۔ ناخوشگوار واقعات دکھ ہیں خواہش کی ہوئی چیز کی حفاظت دکھ اور خواہش کی ہوئی چیز سے جدائی دکھ ہے۔ دیوتا آدمی اور تمام تنفس دکھ میں ہیں۔ مسکھ صرف کوشش میں ہے۔

(د) ریکانت بھاؤنا۔ اکیلے ہونیکا خیال ہے۔ اکیلے آیا اکیلے جائیگا۔ اکیلے ہی دکھ بھوگے گا اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہوگا۔ اگر وہ عذاب اور دکھوں سے بچے گا تو اکیلے ہی

(۱) شہوت کا غلبہ ہمیشہ دبا یا جاوے۔

(۲) اوپر کے دس بات عین دھرم کے دس لکشن دراصل، کہلاتے ہیں

(۳) اب غور کرو۔ خود ہی نتیجہ نکالو۔ کہ آیا یہ کیسے ہیں اور انکی پابندی سے انسان کے حسن معاشرت پر کیسا اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔

(۸) اس دمیہائی منزل میں ذیل کی دو چار باتوں کو بھی شامل رکھنا لازمی ہے تاکہ ان پر اکثر و چار ہوتا رہے :-

(الف) آسمانیت (دوامی) ہے جگت کا جو صہارت ناما پدارت ہے
آج ہے اور کل نہیں ہے۔ اپنا دغیروں آزاری سے شکوہ
ہے اور ہنسنا دوسروں کے ستانے میں دکھ ہے۔

(ب) آدمی اپنے فعل کا خود مختار اور انکے نتیجوں کا ذمہ دار ہے۔ جو
جیسا کرے گا ویسا فرہ پاویگا۔ بُرے کرم کر کے اگر کوئی شخص پیرامید
رکھے کہ وہ دوعا وغیرہ مانگنے سے انکے نتیجوں سے بچ رہے گا
تو یہ سوخت فلفلی ہے نہ بُرے کرموں کی منرا سے کوئی زمین یا آسمانی
طاقت بچا سکتی ہے اور نہ اچھے کرموں کی جزایا صا۔ کو کوئی زمینی یا
آسمانی طاقت چھین سکتی ہے۔

(ج) دھرم بطور خود اپنی آپ جزا ہے اور ادھرم بطور خود اپنی آپ
سزا ہے +

انتہائی منزل۔ سمبر یا روک تھام کی انتہائی منزل دراصل ابتدائی
اور دمیہائی منازل کی گھنٹی صورت ہے اور ان کا زیادہ تعلق بھاؤنا

(د) زمین سے چیزیں اس طرح اٹھائی جائیں کہ کپڑے
کو ٹرے نہ مریں۔

(ه) پشیا ب اور پافانہ کرتے وقت جیووں کو تکلیف نہ پہنچائے

(۴) یہ اخلاقی اصلاح کی زمین ہے جس پر آئندہ طرز عمل کی عمارت کھڑی
کی جاتی ہے۔

(ه) دوسیاقی منزل۔ طرز خیال کی اصلاح۔ دھرم کی نظر سے۔

(الف) بالعوض سختی کرنے یا سخت سزا دینے کے تصوروں سے
معاف کرنے کا سماخا ہے۔

(ب) مزاج میں انکساری سلیم الطبعی اور عظیم المزاجی رہے۔

(ج) ایمان داری علما ہی نہ ہو بلکہ وہ عمل میں آئے۔ دغا بازی نہ کرنا۔

(د) سچ بولنے کی عادت رہے کوئی بات خلاف واقعہ زبان سے
نہ برآمد ہو۔

(ه) دل صاف اور حرص و ہوس وغیرہ سے پاک رہے۔

(و) خود قبلی کی پابندی رہے۔ جذبات کسی حالت میں منہ زور
نہ ہونے پائیں۔

(ز) ریاضت اور تپ کا کچھ نہ کچھ شغل ضرور رہے۔

(ح) نیاگ۔ دان کا عمل ہو۔ خیرات دینے سے دل نیک ہوتا
جانتا ہے۔

(ط) آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ علائق دنیا کا ترک۔

سوچہ چڑھی سر دگیہ تلہ ہے سر دگیہ سب ماہنہ

چوتھیاواں باب

سمبر کی مزید صراحت

۱) آشرو کی روک تھام کو سمبر کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔

اس سے کرموں کی روک تھام مقصود ہے۔

۲) ظاہر ایہ کلام شکل معلوم ہو گا۔ لیکن جس دانشمندانہ اصول پر تیر تھنکار گوروں نے اسے تلقین کی ہے۔ اس سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

بشرطیکہ تہریج اپنی منزل سے شروع کر کے درمیانی اور انتہائی

منزل تک برابر اہت قدمی کے ساتھ چلا جائے۔ یوں مہین دھرم

فقیرانہ طریقہ ہونے سے تپ اور رت کا تو نارگ ہی ہے۔

۳) اپنی اپنی منزل۔ طریقیہ عمل کی اصلاح۔ اس کے اصول کی نظر سے

اقت، چال، سیسی جی جائے کہ چلنے سے کسی چاند بار کیروں

مکوڑوں تک کی ایذا نہ پہنچے۔

رب، گفتگو ایسی کی جائے کہ اس کے سننے سے نہ کسی کی دل

آزاری ہو نہ ہشت تعالٰیٰ طبع کی تحریک ہو۔

درج، کھانا ایسا ہو اور ایسے وقت میں کھایا جائے کہ جیوئوں

کو دکھ نہ پہنچے۔

لیٹیو کے میل سے جن جذبات تخیلات اور محسوسات میں جیو پھنس رہا تھا انہیں
پھینک کر قطعی اور کلی طور پر بھجا دیا گیا۔ صفائی ہو گئی۔ چوہی چورہ گیا۔
(۸) نروان نیستی نہیں بلکہ اصلی اور حقیقی ہستی ہے مہستی تو پہلے بھی تھی
لیکن کرک اور بندھنوں کی وجہ سے محدود و میت تھی۔

(۹) بندھن کے چھوٹنے ہی جیو سر و گیہ ہو گیا۔ اب وہ الطف ہو کر
سب کا جاننے والا سب کا دیکھنے والا اور با کمال ہو گیا۔

(۱۰) دیش کال و شتو ہو تو کوئی اُس کا تذکرہ کرے۔ وہاں نہ خواہش ہے
نہ ہلی ہے۔ نہ زبان ہے۔ وہ حالت کہنے سننے سے نیاری۔ اور

جا رہے۔ کیونکہ دل اور زبان کی اُس تک رسائی نہیں ہے
(۱۱) نہ وہ سو رگ ہے نہ رگ ہے۔ کیونکہ قید و بند میں رہ کر کرم کمزور ہوا

کی جزا و سزا کی حالتیں ہیں جن کے بندھن کٹ گئے۔ اور کرموں کا
خاتمہ ہو گیا۔ ان کے لئے اب کیا سزا رک کیسا سو رگ، کیسی جزا اور کیسی سزا۔

(۱۲) آسا کا اینارھن کیا۔ ہنسا کیا بھیموٹ۔ لاکڑی کا خاک

جوگی تب پھیری پھر اتب بن آیا سوت

آسا کا بنا جس نہیں۔ کیوں پھر کوئی ترا س

سندھ شلاخہ چڑھ گئے ہو اکرم کا تاس

چھوڑک جلا یا سین کو۔ دونوں سے ہو نرونا

پھانسی جہ کی کٹ گئی۔ ٹوٹ گئے سب بپہ

سندھ شلاخہ پین گئی گیتی متی بھی کچھ ناہنہ

طلب ہے۔

ہینسٹووال باب

موکش

ساتویں آخری تو موکش (نجات) کی مختصر تشریح

(۱) اب جیو کی سنعانی ہو گئی۔ اجیو کا جھیل لگیا۔ جیو اب اجیو کا آشرہ نہیں رہا۔ بنا جن چھوٹا کرک رکھا۔ کاکھ لکھا گیا۔ یہ حالت سمبر یا سمور کرنے سے نصیب ہوئی تھی۔ سمبر سے نر جہر (دھبہ) کی حالت آگئی۔ اور اسی کا نام موکش ہے۔

(۲) موکش کے معنی ہنسکرت میں آزادی۔ چھٹکارا !

(۳) قید و بند کا نہ رہنا ہی آزادی اور گنتی ہے۔

(۴) اس موکش کے معاملہ میں بھی جینیوں کا اوروں کے ساتھ منت بھید ہے۔

(۵) کوئی نصیت اور معدوم ہو جانے کو کہتی بتاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے قطرہ

سمندر میں ڈپا۔ سمندر میں ملا۔ اور سمندر سے مل کر ایک ہو گیا۔ کسی کی

رستے میں جو بھرم ہے چھوٹتے ہی برہم ہو گیا۔ یہ مختلف قسم کی گتیاں ہیں۔

(۶) تیر لٹنوں کی گنتی بھی سوچنے اور جاننے کا مضمون ہے یہ نروان

ہے اور اسکی حالت کا بیان کرنا نہ صرف شکل بلکہ غیر ممکن بھی ہے۔

(۷) نروان ہنسکرت مادہ نرد (پہلے) اور وان (پھونکے بھجا دینے) سے بنا ہوا

پھونک کر بھجا دینے کو نروان کہتے ہیں۔ کیا چیز بھدک کر بھجا دی گئی ہے

دیر آکر کرم کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔

(۹) سموروں کی فہرست بہت طوالتی ہے۔ مثلاً ورت، تپ، دھرم کے ضابطوں کی پیروی۔ ول اور جسم کی پاکیزگی ریت (دامنی) اور آنت (عاصنی) حالتوں پر غور کرنے کی عادت۔

وغیرہ وغیرہ

(۱۰) اس قدر سمجھا ہموں کی نسبت سمجھو۔ اس عمل سے نرجرا، فنیہ کی کیفیت پیدا ہوگی۔

(۱۱) اصل میں یہ لفظ نرجرا نہیں ہے۔ نرجرا ہے۔ سنسکرت میں نرجرا ہے اور لکھی اور ہمالا جی (پاکرنت) زبان کی صورت نرجرا ہو گئی اس کا لغوی مادہ ہے 'نر' (پہلے) 'جہ' (ضائع ہونا۔ برباد ہونا) پہلے سے برباد ہوتا رہنا نرجرا یا نرجرا ہے۔

(۱۲) سموروں کے شروع ہوتے ہی نرجرا کا سلسلہ چل کھڑا ہوتا ہے۔ روک تھام کی ابتدا کر دی گئی اور فنیہ کی صورت پیدا ہو گئی اس کو بھی سمجھ میں آنا اس قدر مشکل نہیں ہے۔

(۱۳) اسی وجہ کی مثال کو خیالی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ بن لگا دیا گیا نیاباتی قواں آہا ہیں۔ اور جو پورا ناپا فنی ہے۔ وہ شوکھ سا کھ کر غائب ہو جائیگا۔ کہ اب اسے تقویت کا سامان نہیں ملتا۔

(۱۴) آیا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اور آیا ہوا ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا! اس کا سمجھ میں آنا مشکل نہیں ہے اور نہ یہ بحث طلب ہے۔ اور نہ ثبوت

(۴) جب ان باتوں کی سمجھ آگئی تو لب کیا کرنا چاہیے؟
کرنا یہ چاہئے کہ روک تھام کی جائے۔

ایسی انسدادی تدبیر عمل میں لائی جائے کہ اجیو کا غلبہ
اگر وہ آئے بھی تو جیو پر بندھ نہ بر سکے۔

(۵) اس روک تھام یا انسدادی تدبیر کا نام سمور ہے جو سنگرت مادہ متنب
راکٹھا کر نئے سے نکلا ہے اور اس کے مجازی معنی کئی کئی ہیں مثلاً
(۱) پانی (۲) روک ٹوک (۳) پل (۴) بند لگانا (۵) باندھ باندھنا۔
وغیرہ وغیرہ۔

(۶) مثال کے طور پر اس طرح سمجھو جیسے پانی کا بہاؤ کسی درخت سے ۳۴ کڑھاتا
ہے اور اس سے سد مادہ نہیں پالہ ہے۔ اگر یہ منظور ہے کہ پانی اُس درخت کو
نہ ٹھکرائے تو اُس کے چاروں طرف بند، باندھ دو۔ پانی اپنا راستہ اور
طرف نکال لیگا۔ اور درخت محفوظ رہے گا۔ اُسی طرح جیو میں بھی سمور
(یا روک تھام) سے کام لیا جائے تو وہی کیفیت ہوگی۔ جو اُس درخت
کی ہے۔

(۷) عام طور پر سمور کی دو قسمیں ہیں (۱) بھاؤ سمور اور دوسرا دروہ سمور
(۸) بھاؤ سمور دلی بندش ہے۔ دروہ سمور جہاتی بندش ہے۔ دل اور
جسم باہمی برتن ہیں جن میں اندریوں (دھاسوں) کے سوراخوں کے راستوں
سے کرک بھاؤ کا سیلان جاری ہو کر دخل پاتا رہتا ہے۔ اور جیو اُس کے

۱۲۱ ویدانتی۔ ایک تو وادی اور اودیت وادی بن کر توحید کی ڈینگ مارتے ہوئے وحدت کا معنوں دلیل سے تپا ثابت کرتے ہیں۔ انہیں رس بات کی خبر ہی نہیں ہے کہ دلیل توحید۔ خود ترویج توحید ہے۔ جب دو ہوتے ہیں تب ہی ایک دوسرے کی کتنا سندا ہے۔ ایک لکھ میں اٹکا امکان کب ہے! عملاً یہ اپنے سدا ہمت سے آپ گرے ہوئے ہیں۔

سینسواں باب

سمور اور نرجرا (روک مقام اور دفعیہ) کی مختصر وضاحت

(۱) جیون بندھن میں ہے۔ بندھن۔ کرک پڈگل۔ کال اور بیوی عار اور کرک۔ قزات وغیرہ ہتھیار صورتوں میں ظہور پذیر ہوا۔ جب تک بندھن۔ اور بندھن کی تکلیف نہ محسوس کی جائے اس وقت تک تعلیم غیر ضروری اور بے سود ہے۔

۳۱، جب دکھ کا احساس پیدا ہو اور قیہ بندگی کی حالت مصیبت معلوم ہونے لگے تب ہی تعلیم کی ضرورت ہے اور وہ سو مند ہوگی۔
(۲) بندھن کا سبب کیا ہے؟ گرم۔ گرم کیوں اوکس سبب پیدا ہوئے؟ بندہ اوستھا کے کارن سے۔ بندہ اوستھا کیسے پیدا ہوئی؟ آشر و مادہ کے باعث۔ آشر و کا ذکر پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

اور نہ بدن اور کتنی وہم محض ہیں۔ نہ کہیں پاپ ہے نہ پنیہ ہے۔ نہ سو رگ ہے نہ ترک ہے۔ وہم ہی وہم ہے۔ یہ ویدانت کا سدھانت ہی (۷) اسی قسم کے اوسکتے خیالی فلسفہ ہیں۔ جو حقیقت کے سمجھنے اور سمجھانے میں سید راہ ہوتے ہیں۔

(۸) چارہاں کہ تو صاف لفظوں میں بد اخلاق و کما معلوم ہے۔ اور ویدانت اس کا بڑا بھائی ہے۔

(۹) یہ دونوں نامی میں پڑے ہوئے ہیں۔ جیو ہے جو اپنی ہستی کا بروقت اہم یا اس کہہ کر اعلان کرتا رہتا ہے۔ وہی جو جیو ہے۔ اس کے سوا اور جیو کیا ہوتا! جیو خود اپنی ہستی کا آپ ثبوت ہے۔ اس لئے چارہاں کہ امت کسی صورت میں قابل تسلیم اور قابل پذیرائی نہیں ہے۔

(۱۰) ویدانت جیو کی ہستی کا قائل تو ہے اور اسی کو برہمہ بتاتا ہے۔ وہ الیشور ویدہ جگت۔ سب کو مستہیا (غلاط اور عہدوم یا فرضی) ثابت کرتا ہے۔ اور دونہ یعنی تمدن کی ہستی کے اقرار سے انکار کرتا ہے۔ وہ جیو کو ماننا اور اسیو سے انکار کرتا ہے۔ اور جیو کی کثرت اور بقا کی طرف سے آنکھ میچنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جو اس کے گمراہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہ ایک ہی جیو ماننا ہے اور اسی کو برہمہ بتاتا ہے۔

(۱۱) چارہاں کہ انکار میں خود ہستی کا اقرار ہے۔ انکار کرنے والے کی ہستی ہی اسکی اقرار ہی صورت ہے۔ وہ اپنے سدھانت کی ترویج آپ کرتا ہے۔

گئے۔ اب ایک بات بطور اعتراض کے پیش کی جاتی ہے تاکہ اگر سمجھنے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہو تو وہ بھی جاتی رہے۔

(۲) جیو ہے۔ اجیو ہے۔ جیو اجیو کا آشر وہ ہے۔ او آشر کے پہلے سروپ بند کیونچہ سے جیو اجیو کے کارک سلسلہ یا کرک سیلان سے متاثر ہو کر لرم کرتا ہے۔ او یہی کرم پھر آشر و کا باعث ہو جاتا ہے۔

(۳) یہ چار ابتدائی سچائیاں ہیں۔ نہیں سوچنا اور جن پر غور کر کے قائم ہو رہنا۔

(۴) اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جیو و اصل اجیو سے مختلف چیز ہے اگر ہے تب تو جن اور ساوہن کر کے اُس سے جھٹکا حاصل کیا جائے۔ اور اگر نہیں ہے تب تمام جتن اور ساوہن بے سود۔ اور بے بہتو وہ ہیں۔

(۵) حوا ہی علم۔ (پر نکش پلان) کا معقد ناستک چارواک جیو کی جدا گلہ ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اُسے مادہ کی امتزاجی اثرات کا نتیجہ مانتا ہے۔ جیو کوئی علیٰ چیز نہیں ہے۔ وہ مادہ کے اجزا کی مشمولی کیفیت کا پتھر اور عطر ہے۔ نہ کہیں جنم ہے اور نہ کہیں کرم ہے۔ خوب کھاؤ پیو اور چین اُڑاؤ۔ روپیہ پاس نہ ہو تو قرض لے کر عیش و عشرت کرو مرے پیچھے کوئی نہ رہا ہے نہ جزا ہے۔ یہ چارواک کا ساہانت ہے۔

(۶) ویدانتی کہتا ہے۔ برہمہ کوئی علیٰ چیز نہیں ہے۔ یہ جیو ہی برہمہ ہے اور جسے جگت کہا جاتا ہے وہ تو تینوں زمانہ ماضی۔ حال اور مستقبل میں کہی ہوا ہی نہیں۔ یہ آن ہوا ہو، باز گئے کے تماشوں کی طرح جاتا ہے۔

نظر رہتا ہے۔

(۱۴) اور جب کرم ہوا تو پھر اس کا توار و اور نقد و ہونے لگتا ہے اور بار بار سمندر کے جوار بھائے کی طرح کرم کے سیلان کا سلسلہ خود بخود جاری رہتا ہے اور وہ روزانہ زندگی کا مشغل بن جاتا ہے۔

(۱۵) عادت پڑ جاتی ہے سنگار پیدا ہو کہ جیو کو گھیرے رہتے ہیں۔ وہ بار بار باز خستہ کرتا اور وہ کھ غذا ب کا مشغل بنا رہتا ہے۔

(۱۶) جیسے تم روزانہ سوتے جاگتے ہو ویسے ہی روزانہ مشاغل اور مصروفیت کے پابند رہتے ہو۔ یہی قید و بند ہے۔ یہی وہ کھ سکھ کا باعث ہے پس قید و بند کی حالت نہ ہوتی تو پریشانیاں نہ ہوتیں۔

(۱۷) اب ان باتوں کے صحیح ماننے سے تم جب قدرتی چاہے خوب زور لگا کر انکار کرو۔ انکی تردید کرو۔ انکے اعلان کی منادی کرو۔ لیکن یہ انکار تردید اور اعلان۔ دل سے نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ روز و رات لمحہ لمحہ کا واقعہ ہے۔ کوئی دانا آدمی کیسے انھیں ٹھہلا سکتا ہے۔!

اکیسواں باب

جماعت معترضہ

(۱) چارتوں کی مجلس صراحت ہو چکی۔ حجت بھی دلیل کے ساتھ دیدیئے

ہندہ ان اعتراضات کا تذکرہ اتر پان کے ہماری باب میں ملے گا۔ (مصنف)

تھا، جسم اچوٹ ہے۔ تم اپنے جسم کی سنتے۔ پرورش پر داخت کرتے ہو یا نہیں؟ بس یہی تو بات ہے۔

(۱۰) بندہ۔ (قدید و ہند) ہے۔ کوئی لاکھ انکار کرے کہ بندہ نہیں ہے اس کے انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے! بندہ بطور صریح واقعہ کے ہر وقت موجود ہے۔

(۱۱) اسکے ثبوت تلاش کرنے کے لئے کہیں اور کسی شخص کی رائے سنا۔ اور حوالہ پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ثبوت۔ اثبات اور ثبوت۔ سب ایک جگہ ایک ہی جیو کے ساتھ موجود ہیں۔ جیو اچوٹ کے ساتھ ملتا ہے۔ ملا ہوا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے اور ایسا صاف ظاہر ہے کہ دونوں کے درمیان تھیز کا خط کھینچنا نہایت مشکل ہو گیا ہے اسکی مثال روح اور جسم کی شمولیت ہے۔ یہی پر غور کرنے سے یہ معتمد خود بخود مل جوائے گا۔

(۱۲) تم جسم کے آئندہ ہو یا نہیں ہو؟ جسم کی سننے مانتے ہو یا نہیں؟ جسمانی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے۔ کرم۔ پیشہ۔ اور روزگار کرتے ہو یا نہیں؟ یہی سننا اور آئندہ بننا ہے۔ اور یہ پہلے ہی سے چلا آ رہا ہے اور اب بھی چلا جا رہا ہے۔

(۱۳) جب سننا۔ توجہ گئی۔ میلان ہوا تو اچوٹ کے کرمک میلان کا رخ جیو کی جانب ہوا یا نہیں؟ جسم ہی کے خیال سے کرم کئے جاتے ہیں اس مچائی سے چاہے۔ جس قدر انکار کرو لیکن یہ ہر وقت پیش

(۵۰) آشورو کے مجازی معنی متعدد ہیں مثلاً (۱) مائل (۲) فرمانبردار
(۳) وعادہ دار (۴) تعلق یا وابستگی۔

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام معنی آشورو کی لغوی

مراد میں کھپ جائے ہیں۔

(۶۱) یہ کیسے مولا ہے اس کی وضاحت مثال سے کی جاتی ہے۔ مثلاً
پتھر پر مہار پانی ہے۔ پتھر کو پانی سے تعلق ہوا۔ پانی کے اثرات پتھر
کی جانب رجوع ہوئے۔ اس رجحان اور میلان سے پتھر پر کافی جمی۔
گھاس اُنکی وہ کچھ کا کچھ نظر آئے لگا بالکل۔ اسی طرح پر جیو ارجو

کے میل سے جیو۔ بنیاد پر نہایت چٹھنے چٹھنے ہیں

(۶۲) خواہ جیسے آدمی اور شراب کا میل ہے۔ آدمی نے شراب سے تعلق پیدا
کیا۔ شراب پی لی۔ مست و متوال بنا اور دل جلول بکنے لگا۔ اور حاکم
کے کام کر بیٹھا جس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑا۔ اور یہ کرم نہ دھن بن گیا
وہی بنا اقیاس۔

(۸) جس طرح چمک اور لوہا مل کر چٹے۔ ہتے ہیں ویسے ہی جیو اور ارجو۔
باہم دگر گتے رہتے ہیں۔

(۹) آشورو کا تھوڑا سا سطح بھی کیا جاسکتا ہو اگر تک پہلے سے آشورو و غنا اور جیو
کی نسبتاً آراہ ہے۔ اور اسی کا مہر اٹھاتا ہے۔ اس سے کہے اکا ہو سکتا
ہے۔ زبردستی اور تعصب و دوسری بات ہے۔ لیکن ہر عقل انسان
سمجھتا ہے کہ جیو ارجو کا آشورو ہے۔ مثال کے طور پر سمجھو۔ تم جیو ہو اور

سبب صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ فطرۃً اجیو اجیو سے مختلف چیز ہے۔
 (۸) جیو اپنی اصلی حالت میں آنا چاہتا ہے۔ اجیو یا مادہ کے میل لئے اُسے
 پریشان کر رکھا ہے۔ وہ ٹٹول ٹٹول کر چلتا ہے۔ بھرم سے کبھی اوہر
 جاتا ہے کبھی اُدھر جاتا ہے۔ وہ اپنی ذاتی خلوصیت اور خصوصیت
 چاہتا ہے۔ اور اُسے مادہ یا مادیت سے بالکل صفائی مقصود ہے
 جب تیر تفکر دنیا میں آتے ہیں۔ اس کرید کی صفائی اور اطمینان
 کا سامان پیدا کر دیتے ہیں۔
 یہ خالص تصوف کا مضمون ہے *

* تصوف کا نام اگر دنیا کے کسی طرح کو، یا جاساتا ہے۔ تو وہ صرف حین و صبر ہے۔
 اس نے صفائی کے مسئلہ کو خوب مانجھا دے دیکر صاف کیا ہے۔ معنی بھی دینا قبول
 کے مسائل ہمہ اوست "وہ ہمارا دوست" کے مسائل لے بیٹھے۔ اور کس کی صفائی کرتا ہے
 اسے سمجھ سکے *



اور روح کا اختلاط اس طرح کا نہیں ہے کہ اود کے ذرات کا ایک خاص
 سکڑ (گروہ) ازل سے آتما کے ساتھ لگا رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید یہ کہنا کہ
 جازنی ہے وہ غالباً ابدی بھی ہوگا۔ ایک حد تک قابلِ ضبط ہو سکتا تھا۔ مگر
 معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کوئی بھی ذرات یا گروہ ذرات ایسے نہیں ہیں۔ او
 نہ ہو سکتے ہیں کہ جو برابر ازل سے ہمیشہ آتما کے ساتھ لگے چلے آئے ہیں
 اور علیحدہ ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔ اور نہ اتنا کہ کسی علیحدہ ہوئے ہیں دیر کا شک
 (۶) چین و صرم کی ہی تو خوبصورتی ہے کہ اُس کے یہاں ستھاد (باطل پسندی)
 بھیا تک (خوف آمیز ڈراؤنی) اور روچک (دعوت۔ تحریص) یا لالچ
 دینے والی، تعلیم کا شمول ہے۔ وہ صرف بیتھارکتہ (جیسی کی جیسی
 حقیقی اور سچی، تعلیم دیتا ہے۔ جو بات ہے وہ کھری کھری۔ باون
 تولہ پاؤرتی کی ہے۔ نہ کہیں لگاؤ ہے نہ لپیٹ ہے۔ جو ہے۔ وہ
 بالکل صاف صاف۔ اور بے رو و رعایت ہے۔ اور ہر بات کا
 بے غوفی کے ساتھ اعلان ہے۔

(۷) تمہارے دلوں کے اندر خاص قسم کی گریہ ہے۔ تم کچھ چاہتے ہو
 اور وہ نہیں ملتی۔ تم میں شانتی اور فضاہت نہیں آتی۔ ایک شے
 کی خواہش ہوئی وہ مل بھی گئی۔ اور پھر بھی سیری اور آسودگی نہیں
 ہے۔ دولت۔ عزت۔ حکومت۔ آل۔ اولاد۔ دنیاوی طمطراق۔
 وغیرہ سے وہ کر دیکھتی نہیں۔ بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اور
 ہوس گریباں گیر اور دامن گیر ہو کر چین نہیں لینے دیتی۔ اُس کا

سے ہوتا کیا ہے ! ان کا طرز عمل - طرز تمدن - اور طرز معاشرت مادہ کی ہستی کا بتین ثبوت ہے۔

(۳) حیوان اور جیویہ دو مسئلے جن فلسفہ کی جڑ میں - انہیں خوب ذہن نشین کر لو پھر آگے کی بات سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

(۴) جیو اور جیویہ کی باہمی نسبت ہے۔ یہ نسبت انہی ہے ابھی نہیں ہے انادی کا ل سے ان کا سمبندھ چلا آتا ہے وہ انادی تو ہے۔ لیکن انت نہیں ہے۔ ازلی ہے اور ابدی نہیں ہے۔ اس کا انت یا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کا ثبوت کہ جیو کا انادی کا ل سے سمبندھ چلا آتا ہے اور وہ ٹوٹ بھی جاتا ہے تمہارے اپنے اندر ہے۔ تم خود اس کے ثبوت ہو۔ ہر وقت تقوڑا بہت اودہ مدت تک ہو رہتا ہے اور نیا مادہ آتا رہتا ہے۔ پس اگر ہی امارک جائے تو ضرور ساتھ لگا ہوا مادہ ایک وقت علیٰ وہ ہو سکے گا۔ کہیں کہیں تم مادہ اور مادیت سے اُلتا جاتے ہو۔ اس سے نجات چاہتے ہو۔ اور قطع تعلق کرنے اپنی بہتری محسوس کرتے ہو۔

(۵) اگر اس تعلق یا نسبت کے خاتمہ کا گمان نہ ہوتا تو بیشک مان لیا جاسکتا کہ وہ انادی ہونے کے ساتھ انت بھی ہے۔ ازلی ہونے کے ساتھ ابدی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے اس کا ازل تو ہے اور نہیں ہے۔ اگر وہ نسبت ابدی ہوتی تو نہ اس سے کسی کا جی گھبراتا نہ اُلتا۔ اور نہ علیحدگی کی سوچھتی۔ واضح رہے کہ مادہ

ثبوت ہے۔ نہ تم اپنی موجودگی سے انکار کرتے ہو نہ کر سکتے ہو۔ اگر بالفرض غلطی میں پڑ کر انکار بھی کر دو تو یہ انکار بطور خود اقرار ہو جائے گا۔ جو کہ ہو گئے اسی سے تمہاری ہستی ثابت ہوگی۔ اُس کے لئے کسی قسم کی سند دلیل۔ یا کسی عقیل آدمی کی رائے کے حوالہ دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) اجیو ہے۔ اجیو یا غرض کی بھی جیو کی طرح اپنی ہستی ہے۔ اجیو کے بھیدوں میں وہ بھی شامل جو تم جو جسم رکھتے ہو۔ جسم کی پرورش اور پرداخت کے لئے تم اور شے کی محتاجی ضرورت اور کمی محسوس کرتے ہو۔ جسم کی جسمانیت ہی مادہ کی مادیت ہے۔ اس سے انکار کیسے کو فی شخص کر سکتا ہے۔ تم کھاتے پیتے ہو۔ اپنے ارد گرد شیاء کا انبار دیکھتے اور کھیا کرتے ہو۔ انہیں سب کو اجیو یا مادہ کہتے ہیں۔ بغض نادان کہتے ہیں کہ سب جیو ہے۔ مادہ کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ بھڑے بھوکے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ مادہ کی طرف سے ہزار آنکھ میچیں اور میچا کریں انکے آنکھ میچنے

پڑے نادان و یا جی گروہ ہن جو مادہ کو دہم ان ہوا اور غیر ہسی والا کہہ سکتے ہو کہ میں پڑا ہوا ہوں ایک ہی نو ایسا دیا جی نہیں ہے جو عللاً بغیر مادیت کا ہو سہ کنا ہے کرتا نہیں من کا بڑا ایسا ہوا وہ تو ہنہا حاکم ایک دن جم کے دروازہ (۲) بات بنائی جگ ٹھکان من پر لوہا ہنہا ہنہا آگیا من میں لگیا لکھ چڑا سی ماہ (۳) مایا کی ہستی میں پھر کیوں کہتے ہو گیان ۴ میرے من ویدانتی ہرم رہا لگیا ۵ ۶ کہاسنا سر ہا بہت شانہ سنتے کہید۔ لگیاں ملا نہیں گو روکھو گیا پڑ چڑھوید (۷) مایا ہی اجیو ہے جیو نہ ہے اجیو نہ ہے جیو کہتی ہے تجہل کل اجیو ۶

جن کے دل و دماغ کی کیفیت کتوں جیسی ہے۔

(۱۳) مین و مہر و فلسفہ علی۔ واقعی اور حقیقت کی نظر سے صحیح ہے اور بہتر ہے۔
سیدھا سادہ ہے کہ معمولی طبیعت کا آدمی بھی اسے ذہن نشین
کر سکتا ہے۔

(۱۴) اُسکے سات تہو (جوہر یا اقائیم) ہیں۔

۱۔ مادہ جیو یا روح۔

۲۔ آب۔ جو غیر روح یعنی مادہ وغیرہ۔

۳۔ آتش۔ روح کی جانب مادہ کی آمد

۴۔ بندہ۔ بندش۔ یا قیرو بند یعنی مادے و روحانیت کا روح کی مانند بند

۵۔ نمور۔ روک تھام۔ انسداد۔ آتش و

۶۔ رجز (دفعیہ) ناش۔ (بربادی) مادہ و روح کے باہمی تعلق کا۔

۷۔ موکش (مکتی) نجات۔ آزادی۔ بے تعلقی۔ نروان (یعنی مادہ سے

روح کلاک ہو جانا)۔

انتیسواں باب

پہلے کے دو تہو و جیو اچھو کی مختصر صراحت

(۱) جیو ہے۔ روح کی ہستی ہے۔ اُسکی ہستی سے کیونکہ انکار ہے اور نہ
انکار ہو سکتا ہے۔ ہم ہر ہمارا ہونا ہی ہمارا ہی ہستی کا یہی اور صریح ثبوت

پیدا ہوتا۔

(۷) یہ دونوں سدا و مبدیہ اصول ہیں لیکن جب تک اسے کسی معرقاتی شخصیت کی زیارت کا موقع نہیں ملتا خواہ اسکی عملی مثال خیالی یا حواسی اسفکھ کے سامنے نہیں آتی۔ تب تک اس دھرم کی پیروی اور پابندی کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ اور نہ شوق پیدا ہوتا ہے۔

(۸) ایسے روشن گیان اوچتر فطنوں ہی لازمی اور ضروری چیزیں ہیں۔ ورنہ پھر وہم اور باطل ہستی کی کلی اور قطعی بچ کئی نہیں ہوتی۔

(۹) اعتقاد و علم اور عمل۔ نہ نینوں باتیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اگر ان میں تیز سے کسی ایک مد کی بھی کمی رہیگی تو پھر وہ دھرم مکمل نہ ہوگا۔ غیر مکمل رہے گا۔

(۱۰) جن دھرم میں تیر تھنکروں کے حالات شبہ چرتر ہیں۔ اور چرتر کی عقدہ کشائی کا سامان گیان ہے۔ اور تیر تھنکریا تیر تھنکر کو عملی مثال معراج اور روشن ہے۔ جو پہلی دونوں باتوں کی تکمیل اور تکمیلی صراحت کے لئے ضروری ہے۔

(۱۱) فلسفہ جب ہو عملی ہو صرف خیالی اور علمی خواہ وہ بانی جمع خراج کے لئے نہ ہو اس وقت وہ فلسفہ ہے اور اگر صرف دلیل بازاری حجت بازاری اور حجتی یا علمی تفریح کے شغلہ کا سامان ہے اور اس سے زندگی کی گھڑت نہیں ہوتی تو وہ عملاً ب معترف چیز ہے

(۱۲) غیر عملی فلسفہ خشک پڑی ہے جس پر وہ لوگ لڑنے جھگڑتے رہتے ہیں

اٹھائیسواں باب

فلسفہ

(۱) عین مت جس طرح ریاضت تپ اور ترک وغیرہ کا طریق ہے اسی طرح اس کا فلسفہ بھی، اسی فلسفہ سے جو غیر ذہنی یا محض حیاتی نہیں ہے (۲) دھرم میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ کرم یا چیز۔ کرم یا چیز ترک کا فلسفہ یا گیان اور کرم کرنے والوں یا کرم خواہ عمل کی جھلکتی ہوئی مثال اور اس کا روشن۔

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

(۳) نیک اور بد (پاپ اور شہیہ) دو طرح کے کرم ہوتے ہیں۔

(۴) پاپ کرم کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ پنیہ کرم کرنے سے بھلائی ہوتی ہے۔ اس کے راز کے جاننے اور باہمیت کے بدلے کا نام فلسفہ ہے (۵) جب تک گیان نہیں ہوتا آدمی حیوانوں کی طرح مشرت (شمولی) کرم کرتا ہوا دکھ سکھ کو بطور خزا اور سزا کے پاتا ہے۔ اور بندھن یا قید و بند کی زنجیر میں جکڑا رہتا ہے۔

(۶) گیان سے اسے ہدایت ملتی ہے اور جب وہ برے کرموں کو چھوڑ کر بھلے کرموں کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جب تک اس میں تیزری طاقت نہیں آتی وہ سمجھ بوجھ پر قادر نہیں ہوتا اور اس میں احتیاط کا حس نہیں

۶۱ اب وہ کوہوں کا ادھ لپکا بھات نہیں رہا تھا۔ وہ سو رگی پار تھ۔
 اور ہستی غذا بن گیا تھا۔ بھگوان نے قبول کر کے اُسے تربیت کرایا
 اور اب اُنکی مہربانی سے چندنا۔ سچی چندنا بن گئی جس کی نیلنامی
 کی خوشبو اب تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہم سب لوگ اس کا آج تک
 جشن گارہے ہیں +

(۷) سکھ دیویں دکھ کو ہریں۔ کائیں کل اُپادھ
 وہ دن کیہ ہو میکا۔ لے آئے کر سادھ
 سکھ دیویں۔ دکھ کو ہریں۔ چہا کریں اپرادھ
 وہ دن کیہ میکا۔ ملیں ہو کی سادھ
 سکھ دیویں دکھ کو ہریں۔ دیا چھا چت لائے
 وہ دن شجہ دن ہے بہت سادھ ورس جب پائے
 سکھ دیویں دکھ کو ہریں۔ گیان رتن میں دان
 وہ دن شجہ دن ہے بہت۔ ملیں جو سادھ سو جان
 پارس مل موٹا بنے۔ لے جو سنگ کو لوہ
 سادھو سنگ سادھو بنے۔ مٹے کام بدوہ

مے کھوج نکالینگے۔ سب سے بچاؤ ہے۔ کرم سے بچنے کی کوئی صورت نہیں
 ہے۔ یہ اس کا خیال تھا۔

(۳) مسرون رشی کمار۔ بھوکا کشت کلیش
 انت سے و شتر تھ مرا۔ رام کو بھیج پیش
 کرشن نے بھارت ٹھان کر۔ اپنا کر لیا بان
 چھین کوٹ یا دو بے۔ پھونچے گئے سان
 کلپائے جا اور کو۔ پا۔ کب کل میت
 کیا آج کا کل ہے۔ یہی کرم کی نیت
 کرنی تو بھرتی پڑے ریشہ کرنی چت لاؤ
 اشہ کرم آپت ہے ریشہ سے شہ کا دؤ
 سمجھ بوجھ کر پاک دھرو۔ کرم منتھل میں آئے
 راجا۔ جوگی۔ رشی۔ مینی۔ کرنی کا پھل پائے

(۴) جب بڑے کرم پھل مے چکتے ہیں تو اکثر اچھے کرموں کا پھل پرگٹ ہوئے
 پر آتا ہے۔ کرم کا یہی ہمیشہ اسی طرح چکر لگاتا رہتا ہے کہی دیکھ ہے
 او کہی سکھ ہے۔ اور جب تک یہ کرم نہیں جل جاتے ان کا سلسلہ برابر
 قائم رہتا ہے۔

(۵) جب چند نامے بھگوان کی آمد کی خبر پائی۔ رنجیروں کی کڑیوں کو کھسکا
 کھسکا کر پ آپ کو چھڑا لیا۔ اور وہی کو دوں کا چاول لئے ہوئے سامنے
 آئی جنہیں اب تک اس نے نہیں کھائے تھے۔

(۲۱) اگر اُس وقت کہ نظارہ کسی ہوشیار مصور کی نظر پڑتی تو وہ نہایت خوبصورت تصویر تیار کر لیتا۔ مصور تو کوئی تھا نہیں۔ درشہ بین کی بیوی نے اُسے دیکھا۔ حسد کی آگ دل میں شعل ہو گئی۔

(۲۲) اُس نے سوچا۔ اگر احتیاط نہ کی گئی تو میرا شوہر اس کے دامن میں پھنس جائیگا۔ اور میں کہیں کی بھی نہ ہو گئی۔

(۲۳) حسد کا خائبہ بڑا موزی ہوتا ہے۔ اُس نے اُسے زنجیروں سے کس پایا قید کر دیا۔ طرح طرح کے دکھ دے لگی۔ شوہر کی خدمت سے منع کر دیا اور کھانے پینے کو دوس کے چاٹوا، ماسات دینے لگی۔

(۲۴) چند ناخاموشی اور صبر کے۔ مانتہ یہ سب دکھ برداشت کر لگی۔ زبان سے اُن تک نہیں کیا۔ وہ سمجھتی تھی۔ سنار میں کوئی کسی کے دکھ سکھ کا دینے والا منس ہے۔ یہ سب کا سب اپنے ہی کرموں کا نتیجہ ہے۔

سائیسوال باب

(چند ناکاحہ چتر مسلسل)

(۱) کاش اگر وہ اتنا ہی کرمی کہ کسی کی معرفت اپنی مافی شیش وقتی کو اپنا حال پہنچا دیتی۔ بروہ دیوی اُسکی مدد کرتی۔

(۲) اُس نے سوچا نہیں کیا۔ وہ سادھوی عورت تھی۔ جس نے ہیا کرم کیا ہے اُسے واپس اُسے ضرور بھوکنا پڑے گا۔ چاہے آدمی سمند کی گہرائی میں جا کر چھپے۔ چاہے پہاڑوں کے غاروں میں جا کر پناہ لے کر م

۱۴) یہاں کلنگھی بھیل کی اُس پر نظر پڑی۔ وہ اُس کے پاس آیا چندنا نے اپنے تمام زیور سے اُتار دیئے اور اسکو دھرم کا رس بندھی دکھایا۔
 ۱۵) کرم کی گنتی پُر پل ہوتی ہے۔ اِس کا لاک بھیل نے اُسے پلو ہی راج کے راجہ سنگھ نامی بھیل کو سونپ دیا۔ سنگھ شہوت پرست آدمی تھا اُسے چندنا کو نظر بد سے دیکھا۔

۱۶) سنگھ کی ماں بہت نیک بخت عورت تھی لڑکے کو سمجھایا کہ چندنا دیوتا ہے اِس سے چھڑ چھاڑ کرنا اچھا نہیں ہے وہ ڈرا اور اپنی حرکت سے باز آیا
 ۱۷) چندنا کو اس بھیلی نے اُس کے یہاں کچھ آرام ملا۔ لیکن یہ حالت بہت دنوں تک نہ رہ سکی۔ سنگھ کا ایک دوست مترجیز نامی تھا۔ اُس نے اُسکے حوالے کیا۔ اُس نے اپنی باری پر ورش بھہ سین نامی کو شامی شہر کے وولتمند سیٹھ کو دیدیا۔ اور وہاں رہنے لگی۔

۱۸) ورش بھہ سین سیٹھ کے یہاں اُسکی حیثیت وہی دبانہی کی تھی۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ راجہ کی لڑکی اور وہی بنائی جائے !
 ۱۹) یہ دیکھ کر کیا کہ تھا لیکن اُسکی مصیبت میں اور اضافہ ہوا۔

۲۰) ایک دن چندنا سیٹھ کے پانی پلانے کے لئے آئی اُس کے ایک ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا۔ دوسرا ہاتھ سر کے بال سدھارنے میں لگا تھا جو کھل گئے تھے۔ اوکھلے ہوئے بالوں کے درمیان اُس کا منہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے کالی گٹاؤں کے درمیان چاند اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے۔

اکرٹے۔ یہ زمانہ کے واقعات اور سانحات کے زیر اثر اُن سے
بچھڑ گئی تھی۔ یہ اُسے نعیم کے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔

(۸) لاکھ دنوں تک وہ اُسکے ساتھ رہی۔ آخر میں ویراگ ہو گیا اور اُس نے
گھر بار چھوڑ کر ماضیانہ زندگی اختیار کر لی۔ اور ہمیشہ کے لئے
دنیا ہی تعلقات آپٹ کر دیئے۔

(۹) اِس چندنا کی کہانی بڑی دردناک اور طولانی ہے اسکی مختصر صورت یوں ہے:

(۱۰) یہ چندنا۔ چنپک نامی راجہ کی لڑکی تھی اور اُس قدر حسین تھی کہ راجہ
نے محبت کی وجہ سے اُسکی تصویر بنوا رکھی تھی۔ اور جسے وہ سیر و صف
کے وقت بھی پس بھٹاتا تھا۔

(۱۱) کرم سنجوگ سے یہ چندنا پ سے بنا ہو گئی۔ اور اپنی مہمانی شیش و تی
کے ہاں رہنے لگی شیش و تی بھگنتی تھی۔ اُس نے اسے بھی بھگنتی
کی راہ پر لگایا۔

(۱۲) جب یہ مہمانی کے گھر میں تھی سو درنہ نگر کے راجہ مانو بیگ کو اُس کے
حسین ہونے کا پتہ لگا وہ اُسے حکمت عملی سے اُڑا لایا۔

(۱۳) مانو بیگ ساج کی لڑکی نے جب یہ خبر سنی اُسے شوہر کے دنا و فریب کا
حال سُن کر خضہ آگیا اور اُس سے یہوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ وہ اُس
چندنا کو اپنے پاس سے اُڑا کر دے۔

(۱۴) اور ایسا ہی ہوا۔ مانو بیگ اُسے ایرا و تی تہی کے کنارے چھوڑ گیا
اور وہ اُس سون مان عجبہ میں آکر بہن ہو گئی۔

معمولی اور آسان ہو جاتی ہیں۔

چھٹی سوال باب

چند ناکام چہرے

(۱) وکس دیس کے کوشابنی نامی شہر میں ایک مرتبہ ویر بھگوان گئے ہوئے تھے جب وہ بھکشا دہار کے لئے شہر میں داخل ہوئے پناہ نامی لڑکی کو اُن کے آنے کی خبر ملی۔

(۲) وہ گھبرا گئی۔ دل میں بھگوان کے درشن کی چاہ اُٹھی۔ وہ قید میں مہنی جوں توں اپنے آپ کو آزاد کیا۔

(۳) اور بھکشا کے کمرے کے سامنے آئی۔ تعظیم کے ساتھ سر جھکایا اس پر بھگوان کی نظر پڑی۔ اس کی نذر قبول ہوئی۔ اور اُسے اُسی وقت سمیک، ریش کا پہل نصیب ہوا۔

(۴) وہ نمونشن میں آجکا (سادھوی) بن گئی۔ اور اُس دن سے اُس کی تمام

مصیبتوں کا مہ ہو گیا۔ اور سب لوگ دل سے اُس کی عزت کرنے لگے اور وہ نمونشن (دست سنگ) میں اپنے بھگتی بھاؤ کے لئے مشہور ہو گئی

(۵) گمان غالب ہے کہ وہ نمونشن کی پہلی آرجکا تھی۔ اُس کے دیکھا دیکھی پھر لو ان گنت عورتیں بھگوان کی شرن میں آئیں اور عورتیں بھی آرجکا اور شراد کا ہونے لگیں۔

(۶) صرف اتنی ہی نہیں موابکہ چند ناکام کے تمام خویش واقارب خبر پا کر اُس سے

(۲۱) کسی کسی دن فاقہ کیا کرے۔

(۲۲) غبارِ دوا اور شانتی اور گیان یعنی ودیا کا دان دے۔

(۲۳) بے خوف رہے اور کسی کو خوف نہ دلاوے۔ ابھو دان بڑا اتم دان ہے۔

(۲۴) جسم اور دل کی طہارت کا خیال رکھے۔

(۲۵) اسی کے ذیل میں یہ کلام بھی ہیں۔

(الف) پوش بھو! اس پر رچی اور چوٹیں مہینے میں دو مرتبہ روزہ رکھے۔

(ب) سچت تیاگ۔ تازہ سبزی اور پھل نہ کھائے۔

(ج) راتری بھگت تیاگ۔ سوچ کے غروب کے بعد دن۔ جل نہ کھائے

(د) برہمچریہ رکھے۔

(و) آرنبھہ تیاگ۔ جن کاموں سے دنیا کے جھمیلوں کے بڑھنے

کا خوف ہو ان سے محترز رہے۔

(ز) پری کرہ تیاگ۔ ہر ایک قسم کے دنیاوی ساز و سامان کو کم کرے

اور انجام کار چھوڑ دیوے۔

(ی) انوتی تیاگ۔ دنیاوی کاموں میں مشورہ و نیا ترک کرونا۔

(ح) ادشٹ تیاگ۔ خصوصیت سے اپنے لئے بنائے ہوئے بھوجن

نے لے کر بطور تحفیف کے بھوجن جو دنیاوی انسانوں نے اپنے

لئے بنایا ہو اس میں سے لینا۔

(۲۶) ظاہر یہ پابندیاں ضرورت معلوم ہونگی۔ لیکن عادت پڑ جانے سے

اور جیوؤں کے دکھ دینے کی عادت سے کیسے بچے گا !

(۱۱) سچے اور جھوٹے مذاہب کی پہچان صرف اسی ایک بات میں ہے

سچا دھرم ایسا کا پادوی ہوگا۔ اور جھوٹا دھرم ایسا سکھاؤں گا۔

(۱۲) علموں ہا پر سراسی نے دھرم سے فرمایا۔ اگر کوئی تم سے بچے ہو تو بچو بوجھ کر خود تیرے نکالو۔

(۱۳) مجھ سے پہلے تیرے غلوں۔ ریشیہ دیو سے لیکر پارسیا تک نے

اس بات پر زور دیا ہے کہ جو اپنے لئے نہیں پسند کرتے وہ اوڑھ

کے لئے بھی پسند کرو۔

(۱۴) کون چاہتا ہے کہ اُسے کوئی مارے۔ اُسے کوئی دکھی کرے !

اور جب وہ دکھ سے خود بچنا چاہتا ہے تو پھر اوروں کو غلط مذاہب و ہم

میں پکڑ کر کیوں ستائے اور کیوں دکھی کرے !

(۱۵) آدمی دورت اور تپ میں ڈر رہا ہو جائے اور اُسکے ہر کام میں درڑھنا

آجاوے گی۔

(۱۶) جھوٹ کبھی نہ بولے سچی باتیں کہے۔

(۱۷) سچ بات بھی پریم اور محبت کے ساتھ بولے۔ اگر سچی بات سے کسی کا

دل دکھتا ہے تو بلا ضرورت اُس کا اظہار نہ ہو۔ ایسی حالت میں خاموش

رہنا ہی اچھا ہے۔

(۱۸) کسی کی چیز کو بغیر اُسکے مالک کی رضا مندی کے ہاتھ نہ لگائے۔

(۱۹) زندگی سیدھی سادی رہے۔ خیالات اُونچے ہوں۔

(۲۰) روزانہ مصروفیت کے کام میں باقاعدگی رہے۔

لطیف ہوتا جائیگا۔ اور انسان حقانیت اور روحانیت کے اصول کو
بہ آسانی ذہن نشین کرنا چلے گا۔

(۷) جو کسی کو ستائے گا۔ ستایا جائیگا۔ جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائیگا۔ کرم
اور کم کے مکافات کا قانون اٹل۔ بے لوث اور بے رورعایت
والا ہے۔

(۸) سوال۔ جب کرم ہے اور کم کی سزا ہے تو پھر کرم کی سزا دینے والے
کے وجود کو صحیح ماننا چاہیے گا؟

جواب۔ تم پھر ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کے فرضی اور دھمی چکر میں
پڑ گئے! یہ وہ تم کو ناحق رہ رہ کر ستاتا ہے۔ اجمی! جو شخص جیسا کرم
کرتا ہے۔ اس کرم کی سزا اور جزا کی جڑ خود اس کے دل کے اندر رہتی ہے
تم کھانے پیتے ہو وہ تمہارے اندر داخل ہو کر اپنا خاص اثر پیدا کرتا ہو
یا نہیں؟ میٹھا کھاؤ منہ میٹھا ہو گا۔ کڑوا کھاؤ منہ کڑوا ہو جائے گا
کرم کی سزا اور جزا ایسی ہی چلتی ہے۔ اس سے کسی دھمی خدا کی ہستی
کیسے تسلیم کی جائے۔

(۹) وحشیوں کا مذہب خونخواری۔ اور خوں ریزی کا محسوس ہے
اور بااخلاق اور مذہب لوگوں کا مذہب بالکل اسکے
برعکس پاؤ گے۔

(۱۰) وہ اچھا خدا مٹھرا جو قربانی کرتا ہے۔ خون اور گوشت کی بھینٹ لیتا ہے
جو دھمی باطل پرست اس باطل عقیدے کا پابند ہو گا وہ ہنسا خونریزی

پکیسواں باب

(۱) معراج یا عین اشٹ کا تصور دیا اور رحم جین و صرم کے خاص اصول ہیں اور جو تفصیلی تدات ہیں وہ انکی مؤید اور معاون ہیں۔

(۲) آدمی سب کچھ کرے۔ لیکن ولازاری سے بچتا رہے ہنسنا نہ کرے یہ جملہ بہت سیدھا سادہ ہے۔ لیکن علم و عمل کے نقطہ نگاہ سے جین و صرم کا تئوہ بنیادی اصول ہے۔ اور دل کے عمل درآمد کے لئے بھی یہ طمانی اصول ہے۔ اول اس میں سب کچھ آجاتا ہے۔

(۳) جدول آزار نہ ہوگا۔ اسکی ذات سے کہی ایسا فعل سرزد نہ ہوگا جو دوسروں کے رنج۔ انداء اور مصیبت کا باعث ہوگا۔

(۴) ہنسنا کا پابند کسی کام کے کرنے سے پہلے ہمیشہ سوچ لیا کرے گا کہ آیا اس کے کام سے اور دل کو دکھ تو نہ پہنچے گا اور محتاط بن جائیگا اور جہاں احتیاط کی عادت بڑھ چلی پھر وہ ہنسنا نہ ہوگا۔

صرف ہنسنا کا مضمون سمجھ لیا جائے اور سب کچھ سمجھ میں آجائیگا صرف ایک ہنسنا کا عمل و شغل رہے اور اس کے عامل میں دھرم و نامہ بننے کی تمام خوبیاں آجائیں گی۔

(۵) اور اخلاقی کمزوریاں اور مذمومات سے کٹی اور قطعی نجات مل جائیگی۔

(۶) ہنسنا ہی سب سے بڑا دھرم ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی دھرم نہیں ہے ہنسنا (غیر دل آزاری) سے۔ اخلاق بہشتیہ۔ پاکیزہ۔ اور

کر گیا۔ اسکی تو عقل بھی ٹھکانے نہ ہوگی۔

(۹) جو گوشت کھاتے ہیں وہ پانی ہیں اور ان کا پاپ کسی طرح کا ہوتا ہے
اول اس غذا کی وجہ سے معصوم جانور ہلاک کئے جاتے ہیں جو ہنسا ہے
دوسرے گوشت کھانے والے میں حیوانی جذبات بہ کثرت پیدا ہوتے ہیں
تیسرے وہ ناحق ان حیوانوں کی بیماریوں کا وارث ہوتا ہے۔ گوشت
انسان کی غذا نہیں ہے۔

(۱۰) یہی کیفیت سڑی گلی چیزوں کی بھی ہے۔ طراندہ۔ خود بیماری ہے اور
سڑی گلی چیزوں میں نہ رینگنے والے کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ
بیماریوں کے جراثیم کا مخزن بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی غذا کھانے
والا ہمیشہ کامل۔ بد متیز اور بے مصرف بن جاتا ہے۔

(۱۱) رات کو صرف نشہ۔ نشا چہرہ رات کے وقت غذا کی تلاش میں چہرہ
ٹھکانے والے کھاتے ہیں۔ انسان نشہ رات کا چریہ کرنے والا
نہیں ہے وہ دن چہرہ کا چریہ کرنے والا ہے کوئی دن چہرہ
کو نہیں کھاتا۔ اور نہ پیتا ہے۔ ایک بات یہ ہوئی۔
دوسری یہ کہ رات کے وقت کیڑوں مکوڑوں کے پیٹ کے اندر
چلے جائے گا مدشہ رہتا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔



میں بھنگی آتی ہے۔ اور آگے چل کر انہیں سے زندگی کی گھڑت ہوتی ہے
(۲) دورت پر قائم رہنا اور پ کی زندگی بسر کرنا۔ کمزور دلوں کا کام نہیں جو
یکسی دلیر اور سورا کا کام ہے اس کے لئے دل کی سخت مضبوطی چاہیے
(۳) جگت و سلامت حیات برپا کرنا اس پر قابو پانا اور اسے زیر کرنا آسان بات
نہیں ہے۔ یہ سوسونلج بنانا ہوا۔ ہنستا۔ کھیلتا۔ لالچ اور ترغیب دیتا ہوا
ماتا ہے اس کے واسطے ایک نہیں ہیں۔ ان گنت ہیں۔

(۴) صرف دروہان صبی پاک اور مضبوط طاقتیں اس پر غالب آتی ہیں یا
جو ان کے نقش قدم پر چل کر ان کی نسبت سچا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان
میں ایسی طاقت اور لیاقت آجاتی ہے۔

(۵) اس نے ہمارے دروہان تک پر حملہ کیا تھا۔ لیکن ان پر اس کا زور
نہیں پڑا کمزور دلوں کو قویہ میں ڈالتا ہے۔ اور اس دنیا میں کون سا
آدمی ہے جو اس کے ہاتھ سے تلک نہیں ہے۔ یہ سب کے سب رات
دن نالال رہتے ہیں اور پھر بھی نجات کی فکر نہیں کرتے۔

(۶) آپ اور دورت اسے مغلوب کرنے اور مغلوب رکھنے کے یقینی اوزار ہیں

(۷) جن دہرم کا دشمن اس تیرتھنکر کی معراج ہر وقت خیالی نگاہ کے سامنے کھینکا

(۸) نشہ کی چیزوں کے استعمال سے جسم۔ دل۔ اور دماغ میں کمزور و حدت

پیدا ہوتی ہے جو جسمانی دلی اور دماغی کل کے پرزوں کو جلد ملے۔

غارت کر دیتی ہے۔ اور انسان میں ضعف۔ دل۔ ضعف۔ دماغ اور ضعف

جسم کے عوارض پیدا ہوتے ہیں (۱) یا فاشم اثار نفسی اور ریاضت کیا خاک

کہلاتے ہیں۔

چوبیسواں باب

ریاضت

(۱) شرعاً (ایمان) و شواہد (یقین) و دھرم کی بنیادیں۔ انہی قوت راوی

بہا صوفیوں کی اصطلاح میں ان الفاظ کی تاویل مختلف طریقوں کی جاتی ہے۔ میں نے صرف لفظی اور بعضی تناسب کی نظر سے معنی پتہ کیا ہے۔ وہ علم الیقین کو معمولی گیان۔ حتیٰ الیقین کو حقیقی گیان اور عین الیقین کو اُس گیان کے موافق و سیاہی بن جانا ہے اور عین الیقین ہو جانا ہے جین دھرم کی اصطلاحات گیان دشن اور چتر۔ یادہ خوبصورت اور واضح اور سادہ ہیں اور صوفیوں کی اصطلاح کی بہتر اور صحیح ترجمہ دہن نشین کرانی ہیں۔ (مصنف)

۱۔ بودھوں کے ترے تن (۱) بُدھ۔ دھرم (۲) دھرم لور (۳) سنگھ (محبت) میں ہندوؤں کے ترے رتن (۱) ست (۲) چرت (۳) آندیا برہما۔ وشنو ہمیش کی تر مورتی ہے۔ حیاتیوں کے ترے تن (۱) رن القدس (۲) خدای روح القدس (۳) خدایہ۔ باب۔ ما بٹا ہیں۔ اس مشابہت میں کہاں تک این سب میں تقلیدی مسلمان جو غور طلب مضنون ہے۔ اور صوفیوں کے تین رتن (۱) حتیٰ الیقین (۲) علم الیقین اور (۳) عین الیقین ہیں۔ ترے رتن لفظی اصطلاح کا استعمال صرف عین اور بُدھ دھرم میں ہے باقی لوگ اس تخلیق کو مانتے تو ہیں لیکن مختلف اصطلاحی کے ساتھ۔ بُدھ دھرم کسی کسی معنی میں عینیت کے بعد کی شق ہے اور اس لئے اس میں زیادہ تقلید ہے (مصنف)

اور آلائیات کی بجلی کر کے حقیقت کو دکھاتا ہوا حقیقی معراج کی طرف
بجاتا ہے۔

(۳) تیرتھنکروں کے بیان کے اصولوں پر اعتقاد کرتا (۲) ان کے نقطہ نگاہ
کے موافق اشیاء کی ماہیت کو سمجھنا (۳) ان کے طرز عمل کی پیروی کرنا۔

تیشیشی مختصر اصول ہیں۔ اور ان باتوں کی پیروی کے
سلسلہ میں تمام دنیاوی قید و بند کے رشتوں کو پاش پاش کر کے تیرتھنکروں
کی طرح بالکمال اور مکمل ہو کر حرکت ہو جانا معراج ہے۔

(۴) ان تین باتوں کے اظہار کے لئے معنی اصطلاح (۱) سمیک، درشن۔

(۲) سمیک گیان (۳) سمیک چتر میں۔ ۱۰، درشن۔ اعتقاد و غیرہ بان۔ یا

یقین سے (۲) گیان جو ہر باتوں کی ماہیت کا علم ہو اور برتر عمل ہے۔

(۵) یوں ہی معمولی طور پر اپنی پیروی نہ کی جائے۔ بلکہ ان کی پیروی

میں سمیک یعنی سچے عقیدے۔ اور سچی نیت کا شمول

رہے۔

(۶) اعتقاد کرو! جانو! اور کرو۔ صرف تین باتیں ہیں۔

(۷) سمیک درشن۔ صادق الاعتقاد (تجلیقین ہونا ہے)

سمیک گیان۔ صادق علمی۔ سچا علم۔ صحیح جاننا۔ اور

سمیک چتر۔ صادق علمی۔ سچا عمل ہے۔ ۱۰

(۸) یہ درشن گیان اور چتر میں دھرم کی کتابوں میں رتن یا تین جوہر،

پر تعین رکھتے ہیں جب انھوں نے لمحہ لمحہ بدلنے والے وگیان کو معراج تمنا
بنالیا تو پھر انکی ذات سے کرم دھرم کی پابندی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

تیسواں باب

سیمک درشن۔ سیمک گیان سیمک چرتر

(۱) جن دھرم کے اصول بالمشعر کیا ہیں؟

جن دھرم واصل سیدھا سادہ علمی طریق ہے۔ انکی یہاں اس قدر
نقص اور بناوٹ نہیں ہے جیسا کہ اور مذاہب کی کیفیت ہے۔ اس کا
سبب یہ ہے کہ وہ بالکل قدرتی طریق ہے اور ضروریات اور توجہات
کے وام میں کسی کو پھنسانا یا پھنسا رکھنا اسکا مقصد نہیں ہے۔ یہ باتیں
مجلسی مذاہب سے زیادہ مخصوص ہیں جو اپنے خاص گروہ کی مجلسی
نقویت کی نظر سے طرح طرح کے ضوابط وضع کرتے رہتے ہیں۔

(۲) اس کا حقیقی مقصد صرف نجات اور مکتی ہے۔ اور دنیاوی نفع نقصان
کی طرف نظر نہیں ہے۔ ایک طرف وہ بالکل اختیار نہ طریق ہے جو ملوثات

یا پیرایا ذاتی خیال ہے۔ میں جیت دھرم کے متبادل کے مطالعہ سے اس نتیجہ پہنچا ہوں اور اس لئے
اس کا مقصد اور سادہ خاکہ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ اصل میں ہندوؤں کی تقلید میں انکے یہاں بھی ایسے
ایسے ظاہر و باطنی ضابطوں کی بھرمار ہو گئی ہے کہ نا آدمی بالکل گھبرا جاتا ہے اور اس کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنی ذاتی رائے کا ذمہ دار ہوں۔

(مستف)

ہستی نہ رکھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ان سے کوئی پوچھے۔ بھلے انسانو! تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اور کس سے کہہ رہے ہو؟ تم اور ہمارے شے والے تو ہیں! (۸) کیا یہ لوگ جگت کا بیوہ بنیں کرتے؟ کیا یہ کھاتے پیتے سوتے جاگتے نہیں؟ کیا یہ پڑھتے لکھتے نہیں؟ پھر ایسی بے ہمتی باتیں کیوں کرتے ہیں!

(۹) اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے کہ یہ جگت رتی کا سانپ مرگ ترشہ کا بھل۔ اور پیپ میں چاندی کا بھرم ہے جیسا کہ وہ شالیں دیکھتے ہیں تو یہ جگت نظر کسے آتا ہے۔ اس نظارہ کا دیکھنے والا کون ہے۔ اور کیوں وہ ایسا دیکھتا ہے!

(۱۰) یہ شالیں بھی غلط سلط ہیں جس رتی کے دیکھنے سے کسی کو سانپ کا بھرم ہوا۔ تو اُس کی باتوں سے آپ ظاہر ہے کہ سانپ کی پہلی کوئی ہستی سچی ہوگی۔ سب اُس نے دیکھا ہوگا۔ اُس کے دل میں خیالی طور پر سانپ کے دیکھنے کا اثر موجود رہا ہوگا۔ اس لئے اُسے رتی میں سانپ کا بھرم ہوا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔

(۱۱) غرضیکہ یہ سب کی سب انانیت ہیں جو بغیر سمجھے ہوئے وقت بے وقت بھرے ہوئے آدمیوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں۔

(۱۲) یہ سب کے سب۔ بے ثبوت۔ اور دن سے خالی ہیں اور رات کی باتیں کہو اس سے زیادہ وضع نہیں کھتیں۔ اس طرح وہ بھی کتنے خیال والے ملیں گے جیسے چھٹک و گیان و ادھی جو لہو لہو گیان کے بدلنے

یہ مختلف قسم کے جو مضبوط مٹی۔ پتھر جو موجود ہیں سب کے سب ایشور ہیں۔ یہ بھی بالکل ناولتی کی گفتگو ہے جو واقعہ کے برخلاف ہے۔
 (۳۳) صاحب غذا ایشور۔ غذا ایشور۔ جس برتن میں غذا رکھی ہے۔ وہ بھی ایشور ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ اس میں کوئی سار نظر نہیں آتا۔
 (۳۴) ایشور کرم کرتا ہے۔ ایشور کرم بھل جیتا ہے۔ ایشور ہی دکھ۔ رشک بھوگتا ہے۔ ایشور ہی ترک۔ سوگ ہے۔ ایشور ہی ترک سوگ میں جاتا ہے۔ کیا یہ ایشور کہیں جنوبی بلا باؤلہ تو نہیں ہو گیا ہے! ایسے خیال دانے بھولے ہوئے ہیں۔ اور سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۵) کسی کسی کی رائے میں ایشور ایک ہے اور اُسکے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ایشور ایک ہے تو ایک کا لفظ دہی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ جب دو ہوتے ہیں تب ہی انسان تیز کر کے اُن کو ایک دوسرے کا نام دیتا ہے اور جہاں یہ رعایت اور نسبت نہ ہو تو وہاں کون کسے ایک کہے اور کون کسے دوسرے کہے یہ سوچنے کی بات ہے۔

(۶) جب دو ہوتے ہیں تب ہی ایک دوسرے کی کہتا سنتا ہے۔ سوچتا اور سمجھتا ہے اور جہاں دو کا وجود ہی نہیں مانا جاتا تو کہنے والا نادان۔ سننے والا باؤلا۔ اور ملنے والا احمق ہے۔

(۷) کسی کسی کی رائے میں اس ملک کا کوئی جو وہی نہیں۔ یہ گریس کے سینک۔ اکاس کے پھول۔ اور بانجھ عورت کے لڑکے کی طرح ہے یہ یوں ہی آج

تعلق ہے تو جینی اُسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

(۱۲) تیر تھنکروں کا دوسرا نام جنیندر یا جنیشور بھی ہے۔ دونوں کا مطلب جنوں کے سردار یا دی اور سپیشو اسے ہے۔ جنھوں نے اندریوں کو جیت لیا ہے وہ جن ہیں اور جنگوا ان جنوں (قادر النفس ہستیوں میں فرقت اور سبقت کا رتبہ) (ایشوریہ) ہے وہ جنیندر یا جنیشور ہیں۔
(۱۳) یہ اصطلاحات بہت واضح اور صاف ہیں۔ مبہم یا مذہب نہیں ہیں۔
(۱۴) تیر تھنکر اپنے کمال کی وجہ سے گورو ہیں۔ اقد نہیں اپنی بھلائی کا خیال ہے وہ لکھے اور جو اپنی سچی بھلائی کر رہے ہیں انکے بھی گورو ہیں

بانیو ان باب

فلسفیانہ نظر سے اہم اصناف

(۱) کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے ایشوری ایشور ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟ اگر یہ جگت ایشور ہے تو جگت دکھ سے بھرا ہوا ہے۔ پھر ایشور بھی دکھ ہی سمجھا۔ ایسا کہنا نادانی ہے۔ ایسا کہنے والا کیا ایشور ہے؟ اگر وہ ایشور ہے تو پھر وہ اپنی زبان سے آپ اپنے اصول کی تردید کر رہا ہے۔ اگر ایک ہی ایشور ہے اور وہی سب میں محیط ہے تو پھر کہتا... ہے۔ اور کس سے کہتا ہے۔

(۲) اگر یہ مان لیا جاوے کہ سارا جگت ایشور ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ

میں دینی پڑھی ہوئی ہیں۔ جب تمیک درشن۔ تمیک گیان اور تمیک
چرتر کاموتھ ملے گا یہ ابھر کھڑی ہوگی۔ پھر تمہیں خود اپنی نسبت
حیرت ہونے لگے گی۔

(۷) یہ تمہارا اپنا حال ہے۔ پھر تیرے فکر و دل کا کیا کہنا ہے جو انسان کا دل
(۸) تیرے فکر و سر و گتہ ہوتے ہیں۔ تم میں اس کے مکانات ہیں۔ ان میں سر و گتہ
کمال طور کی ہے۔ تیرے فکر کسی حالت میں محدود المراد لفظ نہیں ہے۔ یہ
نہایت وسیع المراد اصطلاح ہے۔

(۸) سر و گتہ۔ سنسکرت ماؤ و سر و تمام۔ کمال۔ اور کل، گتہ (جاننے والے)
سے نکلا ہے۔ جو ناظر کل۔ عالم کل۔ اور واقع کل ہو۔ اسے سر و گتہ
کہتے ہیں۔

(۹) جو اوصاف اس فرضی الشور سے منسوب کئے جاتے ہیں اور جن پر نیکی و
اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔ ان کی طرف آریہ دھرم یا جہن و مہم کی
نظر نہیں رہتی کیونکہ وہ بالکل بے تکیہ پن کی باتیں ابلے دلیل ہیں۔
جینی سر و گتہ تیرے فکر کو سب کچھ اور سب سے بڑا مان کر اسی کی تعلیم کے
موافق اپنی عملی زندگی گھڑتے ہیں۔

(۱۰) جینیوں کا آدرش یا معراج سر و گتہ یا اور زوان (نفسانیت اور ابدیت
کے جذبات کو چھوٹک کر اڑا دینا) ہے۔

(۱۱) غرض تو معراج یا مقصد اعلیٰ کی تکمیل ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے اور
اگر یہ نہیں ہے اور صرف زبانی جمع خرچ یا مفروضات اور توہمات کا

اور وہی ایشور کا خیال تہم ہی۔ لیکن اصل میں یہ ابستدائی زمانہ کے وحشی انسانوں کا وہم ہے۔ مہذب عقل۔ اور دانشمندان کہیں اسے صحیح نہیں تسلیم کرتا۔

(۳) تم ایشور کو قادر مطلق اور قادر کل تسلیم کرتے ہو۔ ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایشور اپنے جیاد و سر ایشور پیدا کر سکتا ہے؟ اگر نہیں پیدا کر سکتا تو اسکی قدرت اور طاقت محدود اور مجزوی ہوئی یا غیر محدود اور کلی شہری ہو گیا ایشور کسی مخلوق کو اپنی سلطنت سے جلا وطن کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو پھر وہ زمینی راجاؤں سے بھی گیا گذرا ہو گیا۔ جنہیں یہ قدرت حاصل ہے۔ ذرا سوچنے کی اور غور کرنے کی بھی عاوت کرو۔

(۴) انسان کو صرف نادان آدمی ہی محدود المراد یقین کر سکتا ہے تم اپنے باطن میں داخل ہو کر سوچو تو یہی! تم حد۔ ہی۔ اور حد بے حد کی حالت کے خیال کو اپنے دل کے اندر جگہ دیتے ہو یا نہیں دیتے! وسعت محدودیت کا تصور تم میں ہے یا نہیں! اگر ہے تو تمہارے دل کا طرف چھوٹا ہے یا بڑا ہے؟ یہ تمہاری کیفیت ہے۔ پھر تم محدود المراد کیسے کہہ جاسکتے ہو۔ انسانی ممکنات پر ذرا غور کرو۔ اور پھر اپنی عظمت اور بزرگی کے آپ قائل ہونے لگو گے

(۵) بھرم اور اگیان کے زیراثر تمہاری تمام طاقتیں مجاہدیت کے پرووں

(۳۷) جن کو کام کر دینا تو کچھ مہرہ وغیرہ جذبات کو سمجھو دروک تمام کر کے زجر (دفعیہ) کر لیا ہے اور کت ہو گیا ہے صرف وہ تیر تھنکر ہے جسکے قول فعل اور خیال میں ہنسا یا ضرر رسانی کا شتمہ بھی وصف باقی نہیں رہتا وہ تیر تھنکر ہے۔

(۳۸) تیر تھنکر ہنسا مجسم خواہ معصومیت مجسم کہہ جاتے ہیں اور کہے جاسکتے ہیں۔

(۳۹) یہ مہمد و خلائق بنکر بخونی کے ساتھ حقیقت کا اظہار کرتے ہیں اور انصاف

مفروضات اور توہمات سے جیہوں کو نجات دیتے دلاتے ہیں یہ اُن کا انسانی کمال ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ سب سے زیادہ قابل تعظیم قابل پرستش اور قابل ستائش سمجھے جاتے ہیں۔

اکسیوال باب

اعتراضات

(۱) انسان انسان ہے۔ ایشور ایشور ہے۔ انسان محدود الطاق و محدود

اللیاقت اور محدود الجہاست ہے۔ ایشور وسیع الطاق و وسیع اللیاقت

ہے اور اگر اُس میں جہاست فرض کر لیا جائے۔ تو وہ محیط کل جہاست والا

ہے۔ وہ راجہ ہے۔ مخلوقات اُسکی رعیت ہے۔ اور یہ نگہت اُس کی

وسیع سلطنت ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ تیر تھنکروں نے انسان ہو کر

کس طرح ایشور بننے کی جرأت کی۔ اور ایشور کے متعلق قدیم خیال کے

ترویج کا حوصلہ کیا ؟

(۲) ان سب اعتراضات کا جواب تو آچکا۔ یہ بتا دیا گیا کہ گو اس فرمینی

(۳۲) جیو کو اجیو پر فوقیت ہے۔ یہی جیو جب سدمہ ہو جاتا ہے تب انسان کامل بنتا ہے۔ ہر جیو کو ہر انسان کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ خطاب صرف تیر تھنکروں کے لئے موزوں اور با محل ہے۔

(۳۳) زندگی دکھ ہے۔ پرلپانی اور مصیبت ہے۔ زندگی کے ہر مرحلہ میں چلے وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں دکھ اور عذاب ہے جہر حالت سے گذرتا۔ اور ہر کیفیت کا تجربہ اور شاہدہ کرتا ہوا گیا۔ مادیت جس کی کامل طور پر تحلیل ہو گئی اور جو خالص روحانیہ کا مجسمہ بن گیا ہے اسے تیر تھنکر کہتے ہیں۔

(۳۴) تیر تھنکر بننا انسان نہیں ہے۔ اس کے رہتے ہیں بڑی بڑی بھرتیاں آتی ہیں۔ امتحانات آتے ہیں۔ آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور جب یہ سب میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور بالکل آزاد مطلق بن جاتے ہیں تب ہی تیر تھنکر کہلاتے ہیں۔

(۳۵) مادیت کی زندگی کے ہر طبقہ سے گذرنے پر انکا علم۔ اور اک عرفان وسیع ہوتا ہے۔ یہ وہی اور فرضی عقائد کی اپنے دلوں سے قطعی اور کلی طور پر چھ گٹھ کر دیتے ہیں

(۳۶) چونکہ تجربات و مشاہدات تخیلات اور محسوسات میں حدود جب کی وسعت آجاتی ہے اور وہ جاتے ہیں کہ جیو آجیو کے لمبیٹ میں ٹپٹا ہو مختلف اقسام کے دکھ بھوکتا رہتا ہے انکو حرم آنا جو اسے سچی انسانی ہمدردی کے خیال سے نجات کے رستہ کی رہنمائی کرتے ہیں

اُس نے اس جگت کی نبیا و ڈالی تو کیا اس سے پہلے وہ بیکار پڑا
ہوا تھا ؟

(۲۷) تم نے یہ کہا کہ کارج کو دیکھ کہ کارن کا انومان ہوتا ہے۔ تو پھر یہ
بتاؤ کہ اگر بصرین محال تم یا کوئی شخص اُس ایشور کو دیکھ لے تو کیا
اُسکے دیکھنے سے یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ اس ایشور کا بنانے والا
بھی کوئی ہے۔ پھر سوال وجواب کا سلسلہ لامقطع ہوگا۔

(۲۸) تیر تھنکروں نے یہ تعلیم دی ہے کہ یہ جگت انا دی ہے اور جیو اور
اجیو بھی انا دی ہیں۔ یہ کچھ تم یہاں حرکتی کیفیت دیکھتے ہو وہ جیو
اور اجیو کے میل کا نتیجہ ہے۔ اس میں کسی خاص فرضی یا حقیقی ایشور
کا ہاتھ نہیں ہے۔

س۔ جب ایسے ایشور کا وجود کسی دلیل سے ثابت نہیں تو پھر یہ بات
کسے کہتے ہیں ؟

ج۔ اصلی پر بات تیر تھنکر ہی ہیں۔ جنکی دھیان اور ستمہ کی پولیڈیاں ہمارے
خیالات کو ترک و تجرد کے مرکز پر کھینچ سکتی ہیں۔

(۲۹) تیر تھنکر کوئی عجیب المخلوق نہیں ہیں۔ تیر تھنکر انسان کامل کو کہتے ہیں
(۳۰) انسان کامل تمام دنیا میں اشرف۔ اکبر۔ اجل۔ احسن۔ اور افضل
زمین و آسمان میں اُس سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے۔

(۳۱) یہاں مغالطہ میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ہر انسان۔ انسان کامل۔
نہیں ہے۔ گو ہر انسان کے اندر کامل ہونے کے کمالات فطرتاً موجود ہوں۔

کسی عقلی دلیل یا حجت سے نہیں ہو سکتی۔

(۲۲) جگت کو دیکھ کر اُس کے بنانے والے کا انومان ہوتا ہے جیسے مٹی کے گھڑے کے دیکھنے سے کہنا رکا خیال خود بخود پیدا ہوتا ہے کیا یہ خیال غلط ہے !

(۲۳) یہ خیال بالکل غلط ہے۔ انومان کی جانچ بھی تو ہوتی ہے۔ جو لوگ یقین کرتے ہیں کہ الیہور نے ہستی سے ہستی پیدا کی۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ بغیر کسی چیز کی ہستی کے اُس کے سلسلے کی اور اسٹیل پیدا نہیں ہو سکتیں۔ جیسے دودھ نہ ہو تو دہی۔ چھاجہ۔ کھن۔ اور گھی نہیں بن سکتے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو مانتے ہوتے کہ کوئی شے پہلے سے موجود تھی تب بھی کچھ کہنے سننے کی بات ہوتی۔

(۲۴) اگر انکے کہنے کے موافق ان کا الیہور دائم اور قائم بالذات ہے۔ تو مسکے رہنے کی جگہ کو بھی دائم اور قائم بالذات ہونا چاہیے۔ وہ بتائیں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ بڑا ہے یا چھوٹا ہے۔ لطیف ہے یا کثیف ہے اگر بالفرض محیط کل ہے۔ تب بھی مقام کا ہونا لازمی ہے۔ اور جب مقام اور مقامی دونوں ہی ہوتے تو پھر وہ الیہور محیط کل کبھی نہیں ثابت ہو سکتا۔ بلکہ وہ ناقص اور محدود ہوگا۔ وہ اپنے مقام سے گھرا ہوا ہوگا۔

(۲۵) بغیر علت کے معلول کی ہستی محال ہے۔

(۲۶) الیہور نے کسی کی پریناد حرکت، سے اگر چنا کی تو وہ اُس پر پرینا کرے والے کا محتاج ہوا۔ قادر مطلق نہیں پھیرا۔ اور اگر بغیر کسی کی تحریک کے

دی گئیں یا دی جاتی ہیں وہ سب پلوج اور لچر ہیں۔ ایسے ایشور ماننے والوں کو ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ معقولیت کے ساتھ آئے ثابت نہیں کر سکے تو جبر اور سختی پر عمل جاتے ہیں اور اودھم مچاتے ہیں۔

خونریزی کرتے ہیں اور ہنسک ہو جاتے ہیں۔ اپنے ارد گرد ایسے ایشور ماننے والوں کی حالتوں پر نظر کرو اور خود مختاری سمجھ میں آ جاوے گا۔

(۱۸) اہنسا پر دم دھرم ہے۔ معصومیت اور غیر دل آزاری سے بہتر

کوئی آئین نہیں ہے۔ یہ انسانی اخلاق کا بھی طمانی اصول ہے۔

(۱۹) اگر اہنسا پر دم دھرم ہے تو ہنسا پر دم دھرم ہے جس ایشور کے

ماننے والے عملاً۔ قولاً۔ خیالاً ہنسک ہیں تو نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش

کرو کہ وہ دہراتما ہیں یا ادھراتما۔

(۲۰) ایشور کے ماننے والوں کو دھراتما ہونا چاہیئے جو جس خیال کا ہی

اُسی خیال کی عملی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جو عملاً۔ رسم یا روایا

ایشور کے نام پر نرمیدہ (انسانی قربانی)، اجامیدہ (دیکری کی قربانی)

اشومیدہ (گھوڑے کی قربانی)، پشومیدہ (حیوانوں کی قربانی)

کرنا کرتا ہے وہ ہنسک ہے یا اہنسک !۔

(۲۱) آخر یہ ہنسا کہاں سے آئی ؟ جب یہ ایشور ہنسک ہو گا۔ تب

ہی تو اُسکے پوجنے والے ہنسک ہوتے ہیں۔ کیونکہ دیوتا کے

گن کرم اور سوجاؤ سب اُسکے پوجنے والوں میں خیالی طور پر پیدا

ہو جاتے ہیں۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ جسکی تردید اور گطلان

(۱۴) اس۔ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ تیرتھکروں نے ویدک الیشور کے برخلاف تعلیم دی ہے۔ وہ اس کے قابل نہیں ہیں۔

کیا یہ خیال صحیح ہے؟

(۱۵) آج تیرتھکروں نے کسی کی مخالفت یا موافقت کو اپنا اصول نہیں بنایا۔ انہوں نے حقیقی معنی میں حقیقت کی تعلیم دی ہے۔

(۱۶) ویدک الیشور دھوکا ہے۔ منطاطہ ہے اور بھرم ہے۔ جو لوگ اُس کے عقیدے کو مضبوط کرینگے اُن میں بالعموم مضبوطی کے ہمیشہ کمزوری رہے گی۔ کیونکہ کمزور خیال کو طاقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج زبردستی ایک بات کو صحیح مان لو۔ کل جب تجربہ اور علم کو وسعت ہوگی تب کیا کرو گے! اسوقت افسوس معلوم ہوگا۔ اور عمر اور وقت کے ضائع ہونے کی وجہ سے آخر میں جو افسوس ہوگا وہ بھی دکھ کا باعث ہوگا۔

آدمی بالطبع نہ بھرم کو پسند کرتا ہے اور نہ بھرم منا چاہتا ہے۔ اور جب اُسے اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ کوئی بات بھرم ہی بھرم تھی تب وہ انسانوں کے ساتھ اُس سے کنارہ کش ہونے کا خواہشمند ہوتا ہے (۱۷) سمجھدار آدمی معمولی سمجھ سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ الیشور نظر نہیں آتا۔ نہ فرضی الیشور کے ماننے والوں نے کبھی الیشور کو دیکھا۔ نہ منوانے والوں ہی نے اُس کا درشن کیا۔ اسکی ہستی کے متعلق طبعی عقلی ولیلیں

کہ وہ یوں ہی رچا گیا کرتا ہے جس میں اس کے پیدا کئے ہوئے جوڑے کو مصیبت
 بھوگئے ہیں تو عقل اس نتیجے پر پہنچے گی کہ یا تو وہ بالکل اور یوازہ ہے جیوں ہی
 اناب شناپ بتیہ مجھے بوجھے کام کرتا ہے۔ اور یا نہایت ظالم ہے جو اپنے ظلم
 اور ستم کے جذبات کو پورا کرنے کے لئے اس قسم کی رچا گیا کرتا ہے۔
 (۹) اس ایشور نے کہاں سے کس طرح اور کس میں سے اس جگت کو
 پیدا کیا؟

جواب (۱۰) اگر یہ کہا جائے کہ ایشور نے اپنے میں سے جگت کو پیدا کیا
 تب تو وہ خالی خالی ہو گیا۔ اور یہ ایشور عہا دکھی ہوگا جس کا ایک جزیرہ دکھ
 سنی سنار ہے

(۱۰) اگر ایسے ایشور وادی ایشور کے ماننے والے یہ کہیں کہ دکھی جگت کو
 پیدا کرنا اس کا گن کریم اور سو بھاؤ ہے تب تو یہ حد درجہ کی مذاق کی بات ہوگی
 (۱۱) غرضیکہ کسی طرح سے کسی لفظ نگاہ سے ایسے فرمیں۔ وہی اور خیالی
 ایشور کی ہستی کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔

(۱۲) ایشور صرف ایشوریہ والے کو کہتے ہیں۔ اور یہ ایشوریہ یا اقتدار جس
 میں نظر آتا ہے وہ ایشور ہے۔ اور جس میں مکمل اقتدار ہے۔ وہ
 پرماتما ہے۔

(۱۳) جینی صرف اس پہاٹما کو اچھا عبودہ قابل تعظیم اور قابل پرستش قرار
 دیتے ہیں۔

آتے ہیں۔ وہ بھی تیر تھ کہلاتے ہیں۔ یہ منسکرت ماوہ تری (گندرنے) سے نکلا ہے اور اس میں تمھک دانا دی شامل ہے جس نے زندگی کے تمام منازل طے کر لئے ہیں اور ساتھ ہی علمی معلومات کے تمام مرحلوں سے گزر چکا ہے اور جس کے تجربات اور مشاہدات استقدر وسیع ہو گئے ہیں کہ اس نے اپنے اوپر کی تمام ماویت کے خول یا غلافوں کو اوجھڑ کر بھینک دیا ہے۔ اور سر و گپیہ ہو گیا ہے اسکو تیر تھنکر کہتے ہیں۔ پر ماتما۔ تیر تھنکر۔ جڈیشور۔ اور جنیدر وغیرہ سب مرادف اور ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ ایشور ایک ہو۔ اور اسی نے اس جگت کو رچا ہے۔ یہ خیال جینیوں کے نقطہ نگاہ سے عام یقین کے برخلاف جاتا ہے۔

جواب (۷) ایسے ایشور کا یقین ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کا عقیدہ ہے جو بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔ معمولی تیز کے ابتدائی آدمیوں نے جس شے کو عجیب و غریب پایا اسی کی پرستش کرنے لگ گئے۔ جیسے آگ۔ پانی۔ ہوا۔ بجلی۔ وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ ایک فرضی اور خیالی ایشور بنا لیا۔ جسکی نہ کہیں سچی ہے۔ اور نہ کہیں جسکی جگہ ہے۔ جین دہرم سمیک گیان کا دھرم ہونے کی وجہ سے ایسے عقیدے اور یقین کا پابند نہیں ہے۔

(۸) اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ ایسا ایشور ہے تو وہاں یہ سوال پیدا ہوتے ہیں کہ ایشور نے اس جگت کو کیوں رچا؟

جواب (۸) اگر اس نے کسی غرض سے دنیا کو پیدا کیا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ غرضمند ہمیشہ محتاج ناقص۔ اور غیر مکمل ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے

ایشور خلف قسم کے جیو بہت سے ہو سکتے ہیں جبکو جس قسم کا ایشور
(اقتدار) نصیب ہے وہ اُس اقتدار کی نظر سے اُس چیز کا ایشور
ہے۔ جیسے دھن والے کو دھنیشور۔ و دیا والے کو ودا ایشور۔ پر تشٹھا
والے کو۔ پر تشٹھشور کہا جاتا ہے۔ راجنیشور ہے۔ شہر کا حاکم نگرشور
ہے۔ یہ ایشور یہ اقتدار کی جزوی جزوی صورتیں ہیں جن میں
نقص اور عیب رہتا ہے۔ یہ مکمل نہیں ہوتے۔“

(۳) اور جس نے جن دفعہ شکستی کو ابھار کر اندریاں بن۔ کال۔ کرم۔
سب کو جیت لیا ہے اور سب پر اُسے اقتدار حاصل ہو گیا ہے
وہ جنیشور۔ جینندر۔ سرولیشور۔ اور پراتما ہے۔“

(۴) پرتما ایک ہے یا ایک ؟
جواب (۴) اب تک اس کلب کی نظر سے ایسے چوبیس پرتما ہوئے ہیں۔
انکی نسبت ایک دو یا انیک کا سوال غیر موزوں ہے۔ کیونکہ وہ سب
کے سب بالکل ایک شمار ہوتے ہیں۔

(۵) تریشھہ وہ پہلا پرتما تھا۔ اسکے بعد یعنی نامتہ وغیرہ بائیس پرتما ہوئے
پارشوناقد جی تیسویں تھے۔ انکے بعد ہا ویر سوامی چوبیسویں ہوئے۔
یہ چوبیسویں تیر تھنکر کہلاتے ہیں۔“

(۶) ”تیر تھنکر کیوں ہے ؟ تیر تھنکر کسے کہتے ہیں ؟

جواب (۶) تیر تھنکر نام ہے مقدس علوم۔ مقدس مقامات کا اور مقدس
علوم خواہ مقدس مقامات کے عبور یا طے کرتے وقت جو نماز اور رملے

- اُن سے آزاد ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ اُسی طرح کرم اور بندہ کے چھوٹ جانے سے نکت جوؤں کو خوشی ملتی ہے۔“
- (۱۱) یہ بہت بڑا سکھ کا بھوک ہے۔ جو صرف کال گیان شریر والا پر مانتا بھوگتا ہے۔ یہ بھوک اور جیوؤں کے حصہ میں نہیں آتا۔“
- (۱۲) اُس سکھ کے لئے ورت و مہارن کرنے اور تری رتن وغیرہ سے واقف ہونے کی سنت ضرورت ہے۔
- (۱۳) موکش کا سہا یک سات تتوں کا سمجھ لینا ہے جس کا دشن گیان بیج روپ ہے۔“

بیسواں باب

تتو چار تفہیم اصول

- سوال :- آتما پر مانتا کیا ہے ؟ ایشور یا پریشور آپ کسے کہتے ہیں ؟
- جواب :- (۱) معمولی زبان میں آتما جیو کو کہتے ہیں جس کے اندر آت (حرکت) اور م (من شکنتی قوت خیالی - سوچنے کی طاقت) ہو۔ یہ معمولی جیو ہیں جب جیوان طاقتوں کو ترقی دیتا ہوا بگڑتا یعنی عالم کل - قادر کل کی حیثیت میں آجاتا ہے۔ تب اُسی کا نام پر مانتا ہو جاتا ہے۔“
- (۲) جس میں معمولی ایشوریہ (اختیار حکومت) ہو وہ ایشور ہے۔ ایسے

جیسے رشیم کا کثیر اسوت کی کلڑی بنا کر اس کے بہتیر مقید ہو جاتا ہے۔“
(۴) مشہد - سپرن - رس - گندھ (آواز - جس - نوائے - بون) وغیرہ
پڈگل کہلاتے ہیں - سایہ - چاندنی - ڈھوپ - وغیرہ کی بھی یہی حیثیت
ہے - پانی - آگ بھی پڈگل ہی ہیں - زمین - جائداد - مکان - پہاڑ کو بھی
ایسا ہی سمجھو۔“

(۵) ان میں سے کوئی لطیف ہے - کوئی کثیف ہے۔“
(۶) تیر تنکروں نے سر و گتا سے دم - اوسم - کال - اکاش - جیو -
پڈگل کو جان کر جیو کو کرم بندھن سے آزاد ہو جانے کا راستہ دکھایا۔
(۷) جہاں جہاں او جس جس جگہ میں جیو وغیرہ چھوں در بہ پائے جاتے
ہیں اُسے لوکا کا ش کہتے ہیں - اور جہاں جس اکاش میں پڈگل
نہیں ہیں یا جو باقی پانچ دروید سے خالی ہے وہ کیول اکاش ہے
اور اُس کا نام لوکا کا ش ہے۔“

(۸) کیول اکاش یا لوکا کا ش بے حد حساب ہے - وہ دائمی ہے بغیر
شکل و صورت کا ہے اور جو اُسے دیکھتا جانتا اور سمجھتا تو سمجھا ہے
وہی شخص سر گیت ہے۔

(۹) گرم بندھ وغیرہ نے جو مختلف النوع ہیں جیوؤں کو پھنسا رکھا ہے
جب تک انکی ماہیت سمجھ میں نہیں آتی تب تک جیوؤں کی حیرانی اور
اور پریشانی دور نہیں ہوتی۔“

(۱۰) جیسے جو شخص ایڑی سے لیکر چوٹی تک زنجیروں سے جکڑا ہوا اور

ایک مانتا ہے وہ نادان ہے۔ گیان سے بہت دُور ہے وہ بہراتما یعنی خارج ہیں اور خارج پسند ہے۔

(۱۷) آدمی کو بویکی اور وچار ہونے کی ضرورت ہے۔ جو بدتمیز اور بے عقل ہے وہ پاپ کو پُرن سمجھ کر ناحق مصیبت بھوکتا اور سنسار کے جنگل میں بھرتا جھٹکتا رہتا ہے۔

(۱۸) اگیان سے بچو۔ گیان کا سیدھا راستہ اختیار کرو۔ زہر نہ پیو۔ امرت پیو۔ اگیان زہر ہے اور گیان امرت ہے۔

انفسیوال باب

جیو کیا ہے؟

(۱) جیو آپ یوگ سے مصاحب تمہیر ہے جیسا اُس کا قالب ہے۔ اسی کے انداز سے وہ اپنے جسم میں پھیلا ہوا ہے جیسے چراغ کی لو چراغ کے بتی میں رہتی ہے۔

(۲) جسم کی طرف توجہ کرنے سے وہ اپنے آپ کو مجسم سمجھتا ہے۔ اگر جسم کا خیال چھوٹ جائے اور جسم کے بننے کے سبب اوزنیچوں کو سمجھ کر اُن میں چھوڑ دے تو وہ آزاد ہو جائے۔

(۳) جیو نے اپنے آپ کو پتہ لگایا (جن روایات) میں پھنسا رکھا ہے اور انہیں اپنی طرف کھینچتا ہوا اُن سے اور اُن میں اس طرح لپٹ رہا ہے

یہ اِس ضمن کی مفصل صراحت کے لئے ہمارے پران۔ یہ ہمارا چرتر دیکھو۔

پانچ حواسوں والے۔ یہ تین قسمیں ہیں۔“

(۹) پھر ایک اندری (ایک حواس والے) دو اندری (دو حواس والے) تے اندری (تین حواس والے) چار اندری (چار حواس والے) پانچ اندری (پانچ حواس والے) اس طرح اندریوں کی نظریہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔“

(۱۰) پھر اس استوار کی نظر سے یہ چھ طرح کے جیو ہو جاتے ہیں۔

مخفف حسب استوار کی پانچ قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل بہت طولانی ہے۔

(۱۱) پھر پچھمی (پچھمی) خل (پانی) آگ۔ وایو (دھوا) ہمپتی (جہانات)

(۱۲) ترس کی دو اندری ہیں اندری چار اندری اور پانچ اندری چار قسمیں ہیں

ان میں سے کسی میں من کی پھرنا ہو گئی ہے۔ کسی میں نہیں ہوئی

ہے۔ اس لحاظ سے بھی کتنی قسمیں بتائی جاسکتی ہیں۔

(۱۳) اگر انکی جنسیت اور نوعیت کی نظر سے اور نیز اندریوں کی نظر سے

تقسیم کی جائے تو یہ چھ لاکھ ہو جاتے ہیں۔ خالی انسانوں کی متیں

چودہ لاکھ اور پھر ان کا شمار چار سی لاکھ تک پہنچتا ہے۔

(۱۴) یہ متیں یا ذاتیں زندگی کے ابھار کی نظر سے ہیں۔ کوئی کیسا ہے۔

اور کوئی کیسا ہے۔ یہ سب کے سب تیرہ یا مر حلے کہلاتے ہیں۔“

(۱۵) ان سب کی تفصیل جاننے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت یہ ہے

کہ آدمی عیبوں کو چھوڑتا ہو۔ اور نیکیوں سے تعلق رکھتا ہو اپنا

کام بنائے۔

(۱۶) جو شخص موڑھ جرا چیتن سروپ بشر ہے۔ اور جیو کو با تعلق ہونے سے

وہ تین ورثہ والے برآہمن گشتری۔ ویش کہلاتے ہیں۔ ان کے سوا جن میں ابھی تک تیزی طاقت کا ابھار نہیں ہوا ہے۔ وہ سب کے سب شکوہ ہیں۔ یہ فرق تو ضرور ہوتا ہے اور باقی کوئی بھید نہیں ہے۔

(۴) اگر شکوہوں کے گن۔ کم۔ اور سو بھانوا چھ ہوں تو وہ بھی برآہمن گشتری۔ اور ویش ہو سکتے ہیں؟

(۵) تجران جھگڑوں میں پڑتے ہیں وہ بھرم میں پھنستے ہیں۔ جیو۔ دیا۔ پالنا چاہیے اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیے۔ یہ سمجھ دار آدمیوں کا کام ہے۔

(۶) جیو کے کتنے بھید ہیں؟

دو بھید خاص حکمت اور سناری۔ حکمت جیو سب کے سب ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق اگر ہے تو سناری جیووں میں ہے۔ اور جین دھرم میں ان کی تفصیل اٹھانوے (۹۸) قسم تک پہنچتی ہے۔ جن کو کرموں سے آزادی مل چکی ہے۔ مکھ مردپ۔ اور تمام دکھوں سے آزاد اور گیان شریہ میں رہتے ہیں۔ انہیں ستھ جیو۔ یا گیانی جیو سمجھ۔

(۷) سناری جیووں کی دو قسمیں ہیں۔ استھا و دے حرکت، اور ترس (با حرکت)

(۸) پھر ایک اندری ایک حواس والے۔ بل اندری (جن میں کئی کئی حواس ہیں لیکن سب ناقص اور غیر مکمل ہیں) تیرے پنج اندریہ یعنی

آدمیوں کی بھیڑا سندا آئی۔ جن کو سٹیک ورشن کا پھل نصیب ہوا۔

(۱۰) جب کشانتی نگر میں پہنچے۔ راجہ سناٹک نے انکی خربیاں سنیں ورشن کے لئے آیا۔ متعقد ہوا۔ اور بب سار کی طرح یہ بھی اُن کا چلیہ بنا۔ اس مثال یہ اور پراثر زندگی کے دور کا نتیجہ ہوا کہ اُس کے تمام درباریوں۔ اور رعیت نے جین و ہرم کو قبول کیا۔

(۱۱) اُنکے سنگھ کے مینوں کی زندگی تپ کی زندگی تھی۔ صرف زبانی جمع خرچ کا کاروبار نہیں ہوتا تھا۔ بتا بلکہ خالی علم کے عمل پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔



اٹھارواں باب

ذات پانت وغیرہ

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوتم نے ملے ہی ورودھان سے بہت سے سوالات کئے تھے اُن کا جواب آپنے بڑی معقولیت سے دیا تھا۔

(۲) گوتم نے پوچھا۔ بھگوان اگائے گھوڑے میں صرف جنس کی تخصیص ہوتی ہے اور نوعیت کی تمیز کی جاتی ہے۔ کیا یہی کیفیت آدمی کی بھی ہوتی جو (۳) بھگوان نے جواب دیا۔ یجن کے گن کرم سے بھاؤ اپنے ہوتے ہیں

(۴۱) تین سو گیارہ (۳۱۱) انگ شاگرد تھے۔ نو ہزار نو سو پنجم کے دہان کرنے والے اور چار بیس تھے۔ تیرہ سو او دھائی گیارہ تھے۔ سات سو کیوں گیارہ۔ اربنت پریشتی تھے۔ نو سو مٹی راج اور پالستو قابل تعظیم منہ پتر گیارہ تھے۔ او چار سو او نہتر (۴۶۹) وادی یعنی مباحث تھے۔ جو بحث اور مباحثہ کے ذریعے شاعر ارتھ کرتے ہوئے حقیقت کا رستہ دکھاتے تھے (۵) چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) چننا وغیرہ اور جگائیں ناکل اندام عوتیں تھیں ایک لاکھ شراوت تھے۔ اور تین لاکھ شراوت کائیں (دیندار عوتیں) تھیں (۶) وروہان جی زیادہ تر چھ دروید۔ سات تتر۔ نو پد رتھ دنیا سے نجات کا اصول اور اس کے قرعہ وغیرہ کی بالتفصیل صراحت کیا کرتے تھے۔

(۷) مام طور پر عام معتقدین کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اس کا شمار نہیں کیا گیا۔ اور نہ کیا جاسکتا تھا۔

(۸) ان سب میں گوتم۔ اندر بھوتی۔ شاگرد و رشید سمجھے جاتے تھے۔ ان کی عزت سب سے زیادہ تھی۔

(۹) دورہ کرتے کرتے بھگوان شراوستی اور ویشانی مگر میں آئے۔ یہاں ان کی تسلیم کی وھوم چ گئی۔ اور ان کے درشن کے واسطے لہراتے ہوئے سمندر کی طرح

ستر دھوان باب

بر دھمان کے شاگرد و متقد

(۱) گو تم پہلا شاگرد تھا۔ جس نے سب سے پہلے مہادیر سوامی سے جیت لی تھی۔ جین دھرم کی ماقاعدہ اشاعت اسی کی ذات سے ظہور میں آئی۔

(۲) اس کے بعد۔ وائیو بھوت۔ اگنی بھوت۔ سو دھرم۔ مہوریہ۔ مہون ورا۔ پتر۔ پتر۔ اکپین۔ اندھ بیل۔ اور پر پاس۔ ان کے گندھر یعنی خاکو انا رشی دیا خلیفہ کہلائے۔

(۳) اس طرح در دھمان جی کے گیارہ خاص شاگرد تھے جن کے ذریعہ دھرم کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ انھوں نے جگہ جگہ پھر کر گورو کا پیغام پہنچایا۔ اور اسی وقت اور اسی زمانہ میں جین دھرم بھارت ورش میں سب جگہ پھیل گیا۔

(۹) گوتم نے کر دنگ ہو گیا کہنے لگا: میں ویدوں کا جاننے والا ہوں۔
وید اور پٹانوں میں ان باتوں کا ذکر نہیں ہے۔ ان باتوں کا جواب وہ
شخص دے جو سر و گبیہ یعنی عالم کل ہو جس نے اپنی آنکھوں سے دنیا کے
تمام مناظر دیکھے ہوں۔

(۱۰) میں جواب دینے کے نا قابل ہوں۔ چلو میں خود مہا بیر سوامی کے پاس
... چلتا ہوں اور اپنے عہد کے موافق من کی شاکر دی اختیار کروں گا۔
(۱۱) وہ اٹھا اور معہ اپنے شاگردوں کے اس جگہ پہنچا جہاں وردھان
چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔

(۱۲) مقام پر فضا تھا۔ اس کے ہر چار طرف خاص قسم کے پاک اثرات
پھیلے ہوئے تھے۔ جاتے ہی اس پر ان کا اثر پڑا۔ اور وہ حیرت میں آکر
دل ہی دل میں کہہ اٹھا کہ یہ کوئی بڑا روشن ضمیر منی ہے جس کے ارد گرد
روشن چلغ کے حلقہ کی طرح روشن ضمیری کی دھاریں محیط ہو رہی ہیں۔
(۱۳) اس نے ان کی ہستی کی اور اپنے سوال پیش کئے۔ اور گوتم کو
مطالب کر کے اس کے شلو کوں کا مطلب بالتصریح و تشیہ کر دیا۔

(۱۴) جسے سن کر گوتم کو بحیرہ لینی ہوئی۔ متکلم کے کلام میں جادو کی تاثیر
تھی۔ گوتم کا دل بھی قبولیت پر مائل ہو گیا۔ مہا بیر سوامی کے
اس مختصر وعظ سے ہی تمام راز کامیابی کے کھل گئے۔ گوتم معہ اپنے
پانسو شاگردوں اور دونوں بھائیوں کے اٹکا چلیا ہو گیا۔

دھ) اور اُس سے کہا کہ تو عالم فاضل۔ پنڈت ہے۔ میرے گورو مہا پیروہی نے منون دھارن کر رکھا ہے وہ بولتے نہیں۔ میرے پاس ایک نظم ہے۔

اگر تو اُس کا مطلب ذہن نشین کرادے تو تیرا بڑا احسان ہوگا۔

د) گوتم نے جواب دیا: یہ کونسی مشکل بات ہے! میرے بلنچ شاگرد

اور دو بھائی ہیں۔ اگر میں تیری نظم کے معنی اور مطالب کو نہ سمجھا سکوں گا

تو میرا یہ عہد ہے کہ اپنے شاگردوں اور بھائیوں کے ساتھ تیرے گورو کا

چیلان جاؤنگا۔

د) وہاں اُس براہمن کے ساتھ شہر کا سردار کشنپتہن بھی بیٹھا ہوا تھا

اُس نے یقین دلایا کہ گوتم بڑا جید پنڈت ہے۔ اور اپنے قول کا سچا ہے

تم اپنا شلوک سنا دو۔

د) اُس بزرگ نے یہ شلوک پڑھے۔

۱) زمانہ تین ہیں کیا؟ اُن کو جانتا ہے کون ؟

بتاؤ جو ہر جہہ کون ؟ اور کون ہے نو ؟

۲) یہ کائنات ہے کیا ؟ اور ورت چیز ہے کیا ؟

ہے گیان کیسا ؟ اور اُس کے نتیجے کیا سوسو ؟

۳) بتاؤ جو ہر ساتوں کو ؟ دھرم کیا شے ہے ؟

منھاری ذات و حقیقت کی کیا ہے ؟ کیوں تگ دو ؟

۴) نجات ملتی ہے کس سے ؟ طریقہ اُس کا ہے کیا ؟

یہی سوال ہے۔ دیدو جواب تم مجھے کو ؟

(۱۱) آپکے معتقدین میں راجے مہاراجے۔ امیر۔ غریب۔ براہمن۔ ریشود۔ سب ہی شامل تھے۔

(۱۲) زبان میں بیٹھاس تھا سمجھانے کے طریقہ میں صد درجہ کی سادگی تھی۔ اردو مادہ کی بھاشا میں گفتگو ہوتی تھی۔ عالم اور جاہل سب ہی آسانی سے کہنے والے کی طرف کو ذہن نشین کر لیا کرتے تھے۔

(۱۳) اس طرح آپنے تیس برس تک یک سخت دھرم کا پرچار کیا۔

سولہواں باب

اندر بھوتی۔ یا گوتم سوامی۔

(۱) جب وردھان سوامی کو درجہ بہ درجہ حاصل ہو گیا تو کئی دن تک اُنکے وعظ کی تشبیہ کرنے والا کوئی نہ ہوا۔ اور اس وجہ سے دھرم کے اصولوں کا انضباط باقاعدگی کے ساتھ عمل میں نہیں آسکا۔

(۲) ایک بزرگ نے اس حالت کو محسوس کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ کمی دور ہو جائے۔

(۳) وہ عقیدت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوا۔ وردھان جی نے زبان بند کر رکھی تھی۔ وہ گھنٹوں بیٹھا رہا۔ نہ اُسے لب کھولنے کی جرأت ہوئی۔ اور نہ انہوں نے اپنی زبان کو حرکت دی۔

(۴) وہ فکر مند ہو گیا۔ اُوڑ بُوڑے براہمن کا بھیس دھکر اندر بھوتی۔ یا گوتم براہمن کے پاس گیا۔

(۶) بے زبان چند و پرند کہاں تک انکی باتوں کو سمجھتے تھے۔ اُس پر کسی کو زیادہ کھولنے کی کیا جرأت ہو سکتی ہے! سمجھنے کی ایک صورت یہ بھی ہے دیکھ کر کہنے والے کی شناختی اور سامانیت کے اثر کو قبول کرنا۔ غرض بھی آپدیش کی صرف اتنی ہی ہوتی ہے۔

(۷) اس معاملہ میں نتیجہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہم کو دروز کا تجربہ نہ کیچڑھی مار کو دیکھ کر کوٹے گئے اور دوسرے جانوروں ہی شور مچانے ہیں اور جب تک وہ سستی کے باہر نہیں چلا جاتا تب تک ان کا شور نہ نہیں ہوتا برعکس اسے جب کوئی ساہو بادی کے اندر آ جاتا ہے تو یہ بخونی سے اُس کے گرد حلقہ مار لیتے ہیں۔

(۸) اکثر دیکھا گیا ہے کہ ساہو کے پاس آنے سے درند چند پرند اپنی خوبو کہ بھی چھوڑ دیتے ہیں اور انکے پاؤں یا جسم میں پیشانی اور جسم کو رگڑتے ہیں چڑیاں کندھے اوپر پر پیٹھ جاتی ہیں۔ یہ انکے اظہار محبت کا طریقہ ہے۔

(۹) اس کا سبب اور کچھ نہیں ہے یہ انہما کے اصول کی پابندی کا نتیجہ ہے جس کے دل میں کسی کے شانے یا اپنا اپنی جانے کا خیال تک نہیں آتا۔ نہ وہ غور و تاب نہ دوسروں کو اسکی ذات سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) کہاں کہاں گے کس کس کو تعلیم دی۔ گے گے سمجھایا بچھایا کتبیل کو گھنٹی کی دولت ہانڈا آتی۔ اس کے تفصیلی واقعات قلمبند کئے گئے۔

نہ محفوظ ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انکی غذا والا لھروں تک پہنچ گئی تھی اُسکے آثار ایک ہر جگہ نظر آ رہے ہیں۔

پندرہواں باب

پرچار (سلسلہ)

(۱) دل میں تمام مخلوق کے لئے محبت مٹی اور نفسانی اور جسمانی جذبات کے دب جانے سے آتما اور آتماک اور استعلا علیٰ معشرہ شکل میں نمایاں تھے۔

(۲) کبھی زبان کھولتے تھے اور کبھی چپکے رہتے تھے دونوں حالتوں میں جہرم کی اشاعت ہوتی تھی۔

(۳) جہاں جاتے تھے آپدیش سننے کے لئے دنیا خلعت جمع ہو جاتی تھی اس سبب منڈپ کا اصطلاحی نام 'سم و سرن' تھا۔

(۴) اس 'سم و سرن' کی یہ خصوصیت تھی کہ کسی کے لئے اُس کے داخلہ کا دروازہ بند نہیں تھا۔ جہم کے بیچ میں وہ اس طرح بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے جیسے کوئی مہربان مزارع شناس باپ اپنے بال بچوں کی جماعت میں خانگی کے ساتھ بیٹھا ہوا محبت کے لہجہ میں اُن کو نیک بننے کی ہدایت کرتا ہو۔

(۵) 'سم و سرن' کے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اکثر چوند و پرند بھی وہاں بے خوفی کے ساتھ آجایا کرتے تھے اور چپ چاپ و روحان کو اپنی محبت کی کشش کا مرکز بنا رکھتے تھے کسی کو کسی کے ساتھ اُس وقت مخالفت اور مزاحمت کی نہیں سوجھتی تھی۔ اور سب نڈر ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔

(۱۳) اگر دھرم کے تمام ورنوں کو گرہن لہنس کرتا۔ تب بھی اُسے درشن کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اس فائدہ سے اُس کے لئے آگے کا راستہ کھل جاتا ہے۔
(۱۴) اُسنا دھرم کے درشن سے سب کو خوشی ملتی ہے۔ اور اس خوشی کا عکس جل پر پڑے پڑے ایک قسم کی تشفی اور شانخی نصیب ہوتی ہے اور وہ اعمال و افعال کی اصلاح کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

(۱۵) محبوب بن بھی صحیح اعتقاد کا فائدہ اطمینان قلب کی صورت نظر آنے لگی۔ اور آدمی کا چال و چلن درست ہونے لگا۔ اُس وقت دو گیان کی تہ میں پہنچنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔ دھرم کے انورٹ اُسکی سمجھ میں آنے لگتے ہیں اور وہ لیان کے محل میں داخلہ پانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(۱۶) تجھ ایسا نہیں کرتا۔ جسے درشن نہیں ملتا۔ اور جس کا طرہ عمل و باصلاح نہیں ہے۔ اور جو گیان کج از کو نہ پا کر بری بری باتوں میں پھنسا رہا ہو وہ نہ کہ کو جاتا ہے۔
(۱۷) دل و جسم و زبان سے جو جیسا کرتا ہے ویسا پہل پاتا ہے۔

(۱۸) یہ بایں گوسیدھی سادی تھیں مگر تیر کی طرح دلوں کے نشانوں پر بیٹھیں۔ اعتقاد کی رگ کو حرکت کے ساتھ تقویت ملی۔

(۱۹) بات تو سب کہتے ہیں لیکن اُنکا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ کمائی کی ہوتی نہیں ہوتیں جو قابل ہوتا ہے اور کمائی کرتا ہے وہ جو کہتا ہے اُسکے کلام کی تاثیر ہمیشہ بے خطا ہوتی ہے۔

۳ سے سن کر لوگ محیرت ہوئے۔

(۶) پھر تو دھوم مچ گئی۔ جوق جوق آدمی ہر گروہ کے ہر طرف سے آنے لگے۔ اور وردھمان جی کے آپدیش سے مستفید ہونے لگے۔ جو آپاٹ سے ورشن کا پھل ملا۔ انسانی طرز عمل دیکھ کر عش عش کرنے لگا اور اسے گیان کی سمجھ بوجھ آئے۔

(۷) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب سارے اس وقت وردھمان کے دھرم چارے میں بڑا حصہ لیا تھا۔ اور ان کے گریہی شاگردوں کے زمرہ میں شامل ہو گیا تھا۔

(۸) جب سارے جن دھرم میں شامل ہونے سے پہلے تھی۔ اس کے تھے۔ ان سوالوں کی تیس اس کی اگلی اور پچھلی زندگیوں کے سنسکا شامل تھے۔ (۹) وردھمان۔ ریشہ خصمیر معلوم کی حقیقت میں اسے حالات آیت ایک کر کے سنا دیتے۔ لہٰذا تنیک اہل تھا۔ صاف باطن تھا۔ نہ صرف سنسکاروں کے فلسفہ کا معتقد تھا۔ بلکہ یہ سنسکار اکثر اس کے خیالی نگاہوں کے سامنے آیا کرتے تھے۔

(۱۰) اسے تعجب ہوا۔ اور اس کے دل سے خود بخود یہ آواز برآمد ہونے لگی کہ جن باتوں کی پردہ کشائی کی جا رہی ہے وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہیں اور اس کا اعتقاد بہت بڑھ گیا۔

(۱۱) وردھمان کی گفتگو کے سلسلے میں جہاں کرم اور جنم کا فلسفہ سکھایا جاتا تھا ساتھ ہی اس میں مدرج کی نفی اور تسلی کا۔ امان بھی موجود رہتا تھا جو سننے والوں کے اطمینان قلب کا باعث ہوتا تھا۔ (۱۲) وردھمان جی نے فرمایا جو شخص ”سم و سرن“ (ست سنک) میں آتا ہے

تو وہ بھی خوش ہو جاتی ہیں۔ اور اپنے بہکانے اور ورغلاسنے کی عادت کو بھول جاتی ہیں۔

دہ (۱) اس طرح خوش ہو کر رُورنے اپنا راستہ لیا۔ اور وہ جیسے کے تیسے بیٹھے رہ گئے۔

چودھواں باب

پرچار دھرم کی اشاعت

(۱) مات کھنڈ سے چل کر انہوں نے راج گرہ کے قریب ہولا چل وغیرہ پانچ پہاڑیوں میں قیام کیا۔

(۲) راج گرہ میں اُس وقت شرنیک نامی راجہ راج کرتا تھا جو بہسا بھی کہلاتا ہے۔

(۳) شرنیک یعنی مہار نے نہایت بھگتی بھاؤ کے ساتھ منسکار کیا اور وردھمان جی سے دھرم اپدیش کی درخواست کی۔

(۴) آپ نے ارودھ ماگدھی بھاشا میں چھ دویہ سات پدارتھ اور ستسار سے نکت ہوئے کی تدبیر پر غور فرمایا۔

(۵) زبان موثر تھی۔ کلام فصیح تھا۔ اور طرز تقریر میں حدیجہ کی سادگی تھی

بندہ وردھمان اور بہکانے آیا تھا۔ مہار بھگوان کو تار کام دیو سے ورنما پاؤں تھا۔ اوسج کے گراہ کرنے اور لالچ، مینے کے لئے شیطان آتا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ لودہ اور اسی کے سلسلہ میں میچوں نے

اپنے منہوں کی تعریف کے خیال سے جینوں کا علیہ می منج کیا تو کیا یہ غلط اور نامناسب ہوگا۔
(موصوف)

مجبوت پشامج۔ بتیال لکے۔ اور ہاتھوں میں تیز ہتھیار لئے ہوئے چنندر کی دھیان شکستی کو کمزور کرنا چاہا۔

(۴) لیکن وہ سمیرو پر پت کی طرح جم کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نہ وہ ڈرے نہ سبے اور نہ انہیں ان کا خیال تک آیا۔ دروہمان جی کا قول ہے۔ چاہے ہمالہ پہاڑ خبر سے ہل جائے۔ چاہے سمندر کی جگہ خشکی لے لے اور چاہے ٹیورب کا سورج پھیم سے نکلنے لگے۔ لیکن یوگیوں کا چت سخت سے سخت مصیبتوں کے وقت بھی متزلزل نہیں ہوتا۔

(۵) رد رعا جزا گیا۔ اور کوہ اس دنیا کا مالک ہے اور نہایت طاقتور ہے۔ تب بھی اسکی ساری محنت اکارت گئی۔

(۶) رمور مفر مندہ ہوا۔ اور لٹی ہوئی استی گمانے لگا۔ لے دیو! مجھے لوگ مہادیو کہتے ہیں۔ لیکن تجھے مہادیو تم ہو۔ تم میں مہادیو کی مضبوطی۔ زمین کی قوت برداشت۔ سمندر کی گہمیرتا ہے۔ پاک و صاف پانی کی طرح پرسن چت ہو۔ اور ہوا کی طرح تم سب سے استگ ہو۔ اے مہابلی سمنتی! اصل میں تم ہی پر ماتما ہو۔ تمہارے سوا اور کسی کے لئے پر ماتما کا لفظ موزوں نہیں ہے۔

(۷) لے دیو! جس نے تمہارا نام مہا ویر رکھا تھا۔ وہ بہت سیانا تھا۔

(۸) استی گمانا ہوا اور سستی کے جذبہ میں آکر اپنی پیاری مورت پاروتی کے ساتھ ناچنے لگا۔ اور خوش ہو کر انہیں مبارکباد دیکر چلا گیا۔

(۹) عجیب و غریب بات ہے۔ بگت کی امتحان لینے والی طاقتیں جب نیک آدمیوں کو حد درجہ کا پختہ کام۔ پختہ مزاج۔ اور پختہ طبیعت پاتی ہیں۔

(۸) یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ پھول سے خوشبو اڑا کرتی ہے۔ آگ سے گرمی کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔ پانی سے خشکی اور رطوبت کا اظہار ہوتا ہے جب یہ اظہار کی حالت میں اپنے خواص اور گن کرم اور سوجاؤ کا اظہار پیش کیا کرتے ہیں تو پھر اگر کسی کامل انسان کے ارد گرد محسوسیت کا دائرہ کچھ جاتا ہے تو اس میں حیرت کوئے کی کیا بات ہے !

(۹) درندے اپنا مردہ ہونا قبول گئے جو آدمی قریب آئے باطل پرستی کے توہمات خود بخود ان کے دلوں سے کافور ہو گئے

تیرھواں باب

امتحان

یہ باب شاعرانہ استعارہ کی صورت میں یعنی مصنفوں نے لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ تمام خیالی صورتیں جو امتحان لینے کے لئے آنی تھیں اُنکے دل میں پیدا ہوئی ہوں۔ دلی ہذا القیاس (مصنف)

(۱) جب درد و حمان جی استغراق کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے بہکانے والا رورنگے امتحان لینے کے لئے آیا۔ اور اُنکا امتحان لینا چاہا۔

(۲) رات کا وقت تھا۔ خوفناک آوازیں ہر چار طرف گونجنے لگیں۔

انگڑوں کی طرح مسج آنکھوں سے دیکھتا ہوا وہ اپنی خیالی دھاروں سے اُنکے شانت دل پر حملہ آور ہوا۔

(۳) جلی کر دکی۔ آندھی مچی۔ سانپ بچھو اور کھنکھو رے برسے۔ ابھی چنگھاڑنے لگے۔ شیر دھاڑنے لگے۔ مختلف قسم کی ڈر آؤنی صورتیں بناتے ہوئے

(۳۲) چھ روز تک بغیر آب و دانہ کے اُسی آسن پڑ بیٹھے رہے چینیوں کے مقدس نوشتہ جات کہتے ہیں کہ آئینے شکل دھیان (دا قبل اختیار) لگا رکھا تھا (۳۳) اس وقت اُن کی عمر پالیس برس کی ہو گئی تھی۔

(۳۴) بیساکھ سیدی دہمی کے تیسرے پھر اُن کو کیول گیان پر اپت ہوا اور گیان درشن لکھ۔ اور ویرنا نام کے اوصاف شاندار صورت میں نمایاں ہو گئے۔

(۳۵) دنیا میں شانتی۔ سلامتی۔ رحم و کرم۔ خیر و برکت۔ فضل و فیض نے انہی شکل میں مجسم صورت اختیار کی۔ اور دنیا کو صدیوں کے بعد باکمال رشتی۔ اور کامل انسان اور مکمل تیر تھن کی زیارت کرنے کا کھلی آنکھوں کو موقع مل گیا۔

(۳۶) جس طرح روشن چراغ اپنے ارد گرد نور کا دائرہ بناتا ہے۔ جس طرح نوشتہ گفہ گلاب اپنے چاروں طرف طراوت بخش خوشبو پھیلاتا ہے۔ جس طرح نورانی مالہ چاند کو منور کر لیتا ہے۔ اور جس طرح مسیح متور سورج کی کرنیں عظام مسمیٰ سے رقبہ میں پھیل جاتی ہیں۔ اسی طرح وردھمان کے چاروں طرف اہنسا۔ محبت۔ اور تمام بنی نوع کی فیض رسانی کی خیر برکت پھیل گئی۔

(۳۷) جو اس مؤثر رقبہ کے اندر ٹھہرے چوکے بھی آگیا وہ اہنسا کی خبر و برکت کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

در اصل یہی ورت کا انتخاب کرتا ہے۔ اور اسی کی علی کا سیابی کے لئے طرح طرح کے تپ کرتا ہے۔ یہ ورت اور تپ کی مختصر صراحت ہے۔

(۱۱) آہنسا۔ (دہنیش) اور مہی (نقصان پہنچانا) آہنسا ہے۔ کسی کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچانا آہنسا کہلاتا ہے جس میں لازمی آہنسا ہے۔ جو مصیبت غیر سبب آہنسا یعنی غلط آہنسا ہے۔ (۱۲) آہنسا مقدس اور پاک زندگی کا صرف نام و نشان ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تقدیس صفائی (تصوف) اور پاک کی کمال بھی ہے۔

(۱۳) وردھان جی کا یہ ورت تھا اور یہ تپ تھا اور اسی کی خاطر انہوں نے دنیا کے تعلقات کو اس خاص جرأت اور غیر معمولی دلیری سے خیر باد کہا تھا۔

(۱۴) زبردست ورت کے لئے زبردست تپ کی ضرورت ہوتی جو تب کہیں جا کر اس میں کمالیت آتی ہے۔ یہ نہ معمولی بات جو اور نہ معمولی انسان کا کام ہے۔

(۱۵) وردھان جی نے اس طرح بارہ برس تک بکھنچت تپ کیا۔ اور تپ (کاچھولیت) کی حالت میں دبا پڑا ہو اکمال اُبھار پر آیا۔ اور وہ انسان کا ریل ہو گئے۔

بارھواں باب

کیول گیان

(۱) نات بن سچل کر آپ جرم بھگا گھاؤں کے قریب رُجو کو لاندی کے نزدیک آئے۔ اور شمال درخت کے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر پدم آسن لگا کر بیٹھ گئے۔

(۴) وہ آزاد شیر کی طرح جنگل اور پہاڑ میں بے خوفی کے ساتھ گھومنے لگے۔

(۵) سردی آئی اور چلی گئی۔ گرمی آئی اور آگ برسا گئی۔ مستقل مزاج تپسوی پران موسموں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ برسات کا موسم آیا۔ موسلا دھار کی بارش کر گیا۔ اندھی آئی اور تباہ و رخت چڑھے اکھڑ گئے۔ لیکن اس زبردست ریاضت کرنے والے کے دل کو نہ ہلا سکے اور نہ حرکت دے سکے۔

(۶) تپ اور ورت یہ دونوں اصطلاحات جین دھرم میں ہمیشہ اور بکثرت مستعمل ہوتی ہیں اور ایک طور پر یہ اسکے بنیادی اصول ہیں۔

(۷) ورت سنسکرت مادہ ورمی (انتخاب) سے نکلا ہے اور اسکے معنی بھی متعدد ہیں مثلاً انتخاب۔ طلب۔ مقرر۔ مخفی۔ راز۔ وغیرہ وغیرہ جو اصول منتخب ہو کر دل کے اندر قائم کر لیا جائے وہ ورت ہے۔ عام زبان میں آست خمدت حکم اور غم باخزم خواہ آرتنگ اور ترنگیا بھی کہا جاسکتا ہے۔

(۸) تپ سنسکرت مادہ تپ (گرمی) اور گرمی پہنچانے سے نکلا ہے کسی بڑبڑ خیال یا نفیت خواہ ارادہ کو منتخب کر لیا گیا۔ اور غور۔ فکر۔ سوچ۔ وچار وغیرہ سے آست گرمی پہنچاتے ہوئے عمل مشاقی کی مدد سے اس خیال کی محبت اور عملی صورت بننے کا جتن عملی تپ کہلاتا ہے۔

(۹) مذہبی دنیا میں پرتیا بار بار بار عمل، دھارنا و خیال میں قائم ہو رہنا اور دھیان دزبردست تصور کو بھی تب کہتے ہیں ”تپتے۔ تپتا پتہ“
(تپسوی اپنے تپ کے ارد گرد چکر لگاتا ہے)

(۱۰) جین دھرم کی بنیاد اہنسا (غیر فل آزاری) کے اصول پر ہے۔ جینی

جس بات میں تمام دنیا کا فائدہ ہوتا ہے مین کیوں اس کام کو نہ کروں۔ اور کیوں دنیاوی غرض کا اپنے آپ کو پابند کروں جس کا آخر میں کوئی نتیجہ نہیں۔

(۴) اہل باب۔ یارو احباب نے بہتیرا سمجھایا ہے جیسا کہ تمام کتبہ الاولیٰ میں لکھا ہے کہ لوگوں کے لیے لوگوں کی بات نہ کی جانی تھی تو تیری قوت ارادی کی نیچر کی کمال درجے کی تھی۔ کسی کی بھی نہیں سنی۔ اور نہ کسی کی خوشامد یا محبت کی طرف توجہ کی۔ جب تیس برس کی عمر ہو چکی تو ایک دن چپکے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہانہ راحت و آرام کو چھوڑ کر جنگل کا راستہ لیا۔

گیارہواں باب

تپ اور ورت

(۱) گھر سے نکل کر درود و حمان جی نے ہر پہلو سے اپنا گروہ (ترک موالات) کا وزٹ و حارن کیا۔

(۲) یہی نہیں بلکہ کپڑے۔ زیور اتار ڈالے۔ سر کے بال فوج فوج کر کھینک دیے اور علی طور پڑھ منڈے ہو گئے۔

(۳) تپ اور ورت کا خیال دل پر کچھ اس طرح حاوی ہو گیا کہ جسم کی مسدود بھی بھوں گئے کھانے پینے کا خیال بھی دل سے جا تارہا نہ کسی سے بولنا نہ چالنا!۔

یہ ہندو رشی پہلے رانہ میں کیش و ہاری ہوتے تھے اور جاوٹ باز بھر کرتے تھے۔ سر کے بال کٹے، دستہ و تھپی طور پر چینی سا دھوئیں میں مروج تھا۔ بودہ جنگشوا کی دیکھا دیکھی ہندو رانے۔ بگ۔ اہل رانہ کے ہندو رانہ ساسی ہی ہی وضع میں رہنے لگے۔ یہ بھی ہندوؤں تعلیمی رسم جو جینوں سے لگتی ہوئی تھی

راج کرنا ہے۔ اور یہ دھرم سب سے بڑا ہے۔ کشتا دھرم۔ پر مود دھما۔ سبکو اپنا ماتحت بناؤ۔ سلطنت کو بڑھاؤ تاکہ ہمارا گھرانہ دنیا میں ممتاز ہو۔

(۶) وردھان نے جواب دیا کہ پانچویں کے واقعی کشتری کا دھرم سب سے بڑا ہے۔ راج کرنا اس کا فرض ہے۔ راج کہتے ہیں قابو میں لانے کو۔ یہاں تک تو میری اور آپ کی رائے میں اتفاق ہے۔

(۷) دشمن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک اندرونی اور دوسرے بیرونی۔ سلطنت بھی دو طرح کی ہوتی ہیں۔ اندرونی۔ و بیرونی۔ اور کشتری دونوں قسم کی سلطنت کرنے کا اہل ہوتا ہے۔

(۸) آپ لوگ ملک پر حکومت کیجئے۔ بیرونی دشمنوں کو مغلوب کیجئے۔ میں اندرونی سلطنت کا وارث ہو کر آیا ہوں۔ کام کرو دھم۔ لو بھد۔ مود۔ وغیرہ اندرونی دشمنوں کو جو ہر وقت میرے پہلو میں رہتے ہیں شکانے لگانے کا اہتمام کروں گا۔

(۹) آپ لوگ سنگھاسن پر بیٹھ کر اپنی فتوحات کو وسیع کرتے رہیں۔ میں انسانی دلوں کو اپنا تخت گاہ بناؤں گا۔

(۱۰) آپ دنیا کے بادشاہ بنو۔ اکھنڈ راج کرو۔ میں اناریوں کو نصرت کروں گا۔

(۱۱) وردھان سمجھتے تھے کہ دنیا کے جیو دکھوں سے نالاں ہیں تمام سنسار دکھوں کی آگ سے جل رہا ہے۔

(۱۲) وہ ہر وقت دل ہی دل میں سوچتے رہتے تھے کہ کوئی ایسی تدبیر یا تھہ آجائے کہ انکے دکھوں کا خاتمہ ہو اور میں اُسی تدبیر سے انکو دائمی نجات دیدوں۔

(۱۱) چونکہ یہ اپنی قسم کا عجیب و غریب واقعہ تھا۔ سب سکر دنگ رہ گئے اور انکی زبان سے بیانتہ کل گیا کہ حقیقت میں ”ویر“ کے لئے ”مہاویر“ کا نام زیادہ موزوں ہے۔ چنانچہ اس دن سے یہ جاگیر ہی کہلانے لگے۔

دسواں باب عالم شباب

(۱) جوانی آئی۔ پڑھا۔ لکھا۔ سیکھا۔ سمجھا۔
(۲) انکے جوان ہونے پر باپ کے دل میں خواہش ہوئی کہ وہ اکشوا کو بٹس کے نام اور نشان کو روشن کریں۔ لیکن یہ فطرتا کسی اور ہی وطن میں رہتے تھے جب کہیں راج کا ج سے فرصت پاتے قدرت کے راز ہائے مہربانی کی گرو کشائی میں مصروف ہوتے۔
(۳) یوگ اور گیان کے مسائل کی گتھیوں کے سلجھانے کی طرف دلی میلان بیتا تھا۔ ستامبری فرقہ کے بموجب اپنے باپ کو خوف ہو گیا کہ کہیں یہ تمارک الدنیاء نہ ہو جائیں۔ اس لئے انکی زبردستی شادی کر ڈالی۔ بیوی کا نام جسودا تھا۔ لیکن دیگر ہی فرقہ کہتا ہے کہ انکی کوئی شادی نہیں ہوئی۔ وہ تمام عمر مجرد رہے۔
ہی رہے۔

(۴) راج کام میں اگرچہ کچھ حصہ لیتے تھے لیکن اس سے بیزار رہتے تھے۔ حقیقت وہ کسی اور کام کے لئے ہی وضع ہوئے تھے۔

(۵) انکے اعزاء و احباب اصرار کیا کرتے تھے کہ وردھمان! کشتری کا دھرم

(۳) طاقت کے سوجھ بوجھ میں پھرتیلا پنا بہت تھا اور چستی چالاک کی میں
ان پر کوئی لڑکا سبقت نہیں لے جاسکتا تھا۔

(۴) ایک دن کانکر ہے وہ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ چن میں بہت
سے راجہ مار رہے جنگل میں گئے۔

(۵) یہ صلاح ہوئی کہ درختوں پر چڑھیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ سب لڑکے ایک ایک
کر کے ایک ایک درخت پر چڑھ گئے اور کھیلنے لگے۔

(۶) جس درخت پر درہمان جی چڑھے تھے وہ بہت تنہا اور تنہا تھا۔ اسکی جگہ کھولی
تھی اور اسنے کھوکھلے میں کوئی خوفناک زیادہ عمر والا سانپ رہتا تھا۔

(۷) یہ سب ہنسنے کھیلنے میں مصروف تھے۔ سانپ نے لڑکوں کا شور سنا
اسکو برا لگا۔ غصہ کے زیر اثر آکر وہ سوراخ سے باہر نکلا اور کچھ اٹھائے ہوئے
درخت کے تنے سے لپٹ گیا۔

(۸) انکارے کی طرح اسکی نثر آنکھوں اور لپ پاتی ہوئی زبان کو دیکھ کر
لڑکیں کے ہوش کے طوطے اڑے اور خوف میں آکر وہاں سے اسی وقت
سجائ نکلے۔

(۹) درد ہمان جی اکیلے رہ گئے۔ بینڈر تھے۔ بخوفی سے سانپ کے سر پر اپنا
اپنا پاؤں جا کر نیچے اتر بیٹھے۔

(۱۰) سانپ کی آنکھوں میں خاص مفاہیس طاقت ہوتی ہے۔ لیکن
انکی ذاتی مفاہیس طاقت اس سے کہیں بڑھی ہوئی تھی۔ آنکھوں
سے آنکھیں ملیں اور وہ انکے زیر اثر آ گیا۔

کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے پڑھ پڑھانے یا زیادہ سن ہونے کی ضرورت ہے۔

(۱۶) تیرولی ماورزہ فطرتا سہت چت دلا ہے جسکی مہی میں سہتا ہے گو تم نے اس کا نام وردھمان لکھا جو ہر طرح پر مونون ہے ہم اس کا نام سنتی رکھتے ہیں۔

نواں باب وردھمان کا پچن

(۱) اوپیدایش سے ہی وردھمان جی عالم الغیب تھے۔ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کے پندت تھے۔ لوگ مہوت تھے کہ وہ باریک سے باریک سائل کو اشاروں میں کیونکر سمجھ جاتے تھے۔ اور معمولی گفتگو ہی میں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا کرتے تھے۔

(۲) تچونکی علوت کھیلنے کو نہ کی ہوتی ہو۔ یہ بھی اوچھونکی طرح کھیل کو دے شیدائی تھے اور دوسرے بچوں کے ساتھ ہر قسم کی ورزشوں میں دل چسپی لیتے تھے جسکی وجہ سے انکا جسم بہت مضبوط ہو گیا تھا۔

(۱۰) راجہ خود تیر ہوا۔ پوچھنے لگا: آپ نے اس کسن اور بے زبان بچے کو کیا سمجھ کر مسکار لیا؟

(۱۱) مہینوں نے جواب دیا: اے راجہ! یہ کسن اور بے زبان بچہ نہیں ہے۔ بلکہ روحانیت کی روشن تصویر ہے۔ جب یہ بالغ ہوگا دنیا کا دُروستہ روحانی معلم ثابت ہوگا کہ اس بات میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے

(۱۲) ”ہم پناہ دیتے ہیں۔ شامسوں کے جاننے والے ہیں۔ اور دھرم کے مضمرن کو نوب سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہماری سمجھ بوجھ میں بہت بڑی کمی تھی اور دل کا اسیہ شک و شبہات کے زنگ سے صاف نہیں تھا۔“

(۱۳) ”وہ ہمارے دل کو دکھی کر رہے تھے اور شانتی معدوم ہو گئی تھی اس کا درشن کیا اور اسکے درشن کی برکت سے تمام شبہات دم کے دم میں کافر ہو گئے۔“

(۱۴) ”اس کے بالغ ہونے تک شاید ہم دنیا میں نہ رہیں۔ جو رہیں گے وہ اس کی تعلیمی برکات سے مستفید و مستفیض ہونگے۔ لیکن ہم نے محض اس کی زیارت ہی اپنی کمی پوری کر لی۔ اور شانت ہو گئے۔“

(۱۵) ”اب اس قسم کے غیر معمولی وجود جب کبھی دنیا میں آتے ہیں بغیر زبان کھولے ہوئے دھرم اور بہارت کا سبق پڑھا دیتے ہیں۔ عوام

ۛ ۛ سنت، بچیں بول اور پالی وہ ترکھن ٹھٹ اتر ٹال

سنت یرن، کھو رو کو جانن س چیا کھن پن سوبان

(۳) انکے عالم و فاضل ہونے میں کوئی شک نہیں تھا۔ لیکن دل کے اندر سچائی کے متعلق شک و شبہات باقی رہ گئے تھے جن کا حل کرنا انکے لئے مشکل تھا۔

(۴) انہوں نے سنا کہ راجہ سہا رتھ کے گھر میں نہایت عجیب و غریب لٹریکاپیاں ہیں جس میں تیرتھنکر ہونے کی علامات پائی جاتی ہیں۔

(۵) دونوں مثنیٰ اس بات کے سستے ہی وردھمان کے درشن کے لئے گنڈل پور میں آئے اور راج محل میں اریاب ہونے کی درخواست کی۔

(۶) انہوں نے انکی تعظیم کی اور وردھمان کو آٹے ساٹنے پیش کیا۔ یہ دیر تک انکی صورت اور شبہات کو دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے رہے۔

(۷) انکوں سے آنکھیں ملیں راہنوں نے غور سے بچے کو دیکھا اور دیکھنے کے ان کو گہری نظر سے دیکھا۔

(۸) اس کے درشن کرتے ہی انکے شک و شبہات کو ضمیمہ کے اندر ہی اندر حرکت ملی اور بچہ کی نظر پڑنے سے وہ ٹکوک اس طرح جالتے رہے جیسے سوچ کی کرنوں کے بکھرنے سے آسمان پر چھائی ہوئی کالی گھٹائیں دم کے دم میں نمائے ہو جاتی ہیں۔

(۹) مثنیوں کو سخت حیرت ہوئی۔ جبکہ ارنجہ کو ہاتھ باندھے ہوئے مسکا کر کیا

(۱۰) ٹکوک اور شبہات کیا تھے؟ اس کا کسی کو پتہ نہیں اور نہ کسی کتاب

میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ مقدس نوشتہ جات میں صرف اشارہ ہی

اشارہ دیا گیا ہے۔

کی نظر سے تھا۔

(۱۰) یہ دو نام اُسے ایک ساتھ دیئے گئے تھے اور اس میں شک نہیں کہ نام رکھنے والوں نے بڑی دانائی سے کام لیا تھا۔ کیونکہ مابعد زندگی میں وہ اقبال مندی (دور وہمان) اور شجاعت (مہاویر) میں اپنے آپ ہی نظیر ثابت ہوئے۔

(۱۱) یہ ہر دو نام پیدائش کے وقت رکھے گئے تھے۔ بعد میں ان کے جو نام پڑے وہ اور نظر سے تھے۔

(۱۲) سنا عار تھرا کثور کوئل کے نات شلح کا کشتری تھا اس لئے کہیں کہیں دور وہمان کا نام نات پیت بھی کہلاتا ہے۔

اکھوال باب

نئے۔ ویتے

(۱) نئے ویتے نالی کوٹنی تھے۔ جو شاستر دیا سے بخوبی واقف تھے اور سب لوگ ان کی دل سے تعظیم کرتے تھے۔

یہ روایت ہے کہ بدھ دیو کے بدھ ایس کے ایک آدمی اور ان کا ہی اسیت نامی بھتی ورثن کے لئے آیا تھا اور اُس نے اُنکے آئیدہ بدھ ہونے کی پتہ لگائی کی تھی پہلی چھت سید بدھ ہونے تو شرین کے کسی عقلمند منجی مارت کے لئے آئے تھے اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ جتنے سفر میں اس کا سا دیکھا اور اسی کے سہارے یہاں تک پہنچے۔ گماں غالب ہو کہ یہ خیال جنیوں سے مارت لیکر منفذ بودھوں نے بدھ دیر سے منسوب کیا جو اسی کی نقل کا چرہ مختلف افسوں میں چھیوں نے اتارا ہو۔ (مستغف)

(۳) اور سب سے عجیب و غریب بات یہ تھی کہ جو کوئی اُس وقت اُس سے شکل سے مشکل سوال کرتا تھا۔ چاہے وہ طرز تمدن۔ علم خیال یا دھرم کے متعلق ہو۔ وہ آسانی مختصر اور سادہ لفظوں میں اُس کا جواب دیتے تھے

(۴) اِس سے لوگوں کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ اُس کے پیٹ کا تپہ ہوتا اونیجھوی آتما ہو گا۔ اور اُس کی ذہنی جس باطن کی طاقت معمولی نہ ہوگی اور یہ اسی کا سبب تھا جس نے رانی کی ذہنی اور دماغی قوت کو بڑھا دیا تھا (۵) جب لڑکے پیدا ہوا۔ اُس کی آنکھ۔ پیشانی۔ اور عام شبہا بہت کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ یہ چاند کا ٹکڑا کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اور اسی وجہ سے ابجد زائچہ میں اُن کا نام ”نات کلینڈونہ“ یعنی ”نات کل“ کا پانڈپڑ گیا۔

(۶) جسم ممدول تھا۔ ہر عضو بصورتی کے۔ سانچہ میں ڈھانڈھا ہوا تھا صورت شکل کا رنگ طلائی تھا اور اُس میں سونے کی چمک دمک موجود تھی۔

(۷) اِس کے سوا پیدائش ہی سے وہ جسمانیت کی نظریے بحیم و شحیم مونا تا زوتھا۔

(۸) اِن سب باتوں کا لحاظ کر کے جو تئیسوں نے اُس کے دو نام رکھے ایک ”وروجمان“ دوسرا ”مہادیر“

(۹) وروجمان نام اِس خیال سے رکھا گیا کہ لڑکے کی شبہا بہت میں عروج اور ترقی کی علامتیں نمایاں تھیں۔ اور مہادیر نام اِس کی جسمانیت

(۹) اونچے گھر میں برہنہ پتی کے پڑنے سے گیان ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(۱۰) عورت کا سکہ متمت میں نہیں ہے۔

(۱۱) اولاد بھی کوئی نہ ہوگی۔

(۱۲) ہاں اس قسم کے اونچے گھر کو تھکڑا گورو۔ ولی۔ انسان کا ایل۔ اور مکمل انسان بننا چاہیے۔

یہ اونچے کے خاؤں میں جو نکشت پڑے ہیں۔ ان کے اثرات کی بہت مختصر صراحت ہے۔



ساتواں باب

نام کرن سنسکار

(۱) جس وقت چریہ کارنی حاملہ ہوئی۔ اُس کی صورت چمکنے دیکھنے لگی تھی۔ جلال اور جمال بڑھ گیا تھا۔ جو لوگوں کی حیرت اور استعجاب کا باعث بن گیا تھا۔

(۲) اسکے سوا اسکے اندر ایک خاص قسم کی ہستی اور نیزی بھی آگئی تھی حالانکہ حاملہ عورتیں اکثر ڈبلی سکی اور زرد و رو بن جاتی ہیں +

- (۱) سوج اور بندہ پہلے گھر میں پڑے ہیں۔
جو بلالی شان اور عقلی ذہانت کی دلیل ہے۔
- (۲) تیسرے گھر میں شکر ہے۔
شکر کی تاثیر ”ویر“ اور ”سورا“ بناتی ہے۔
- (۳) چوتھے گھر میں ”وہسپتی“ اور ”راہو“ ہیں۔
وہسپتی کا اس خانہ میں آنا اس کے معلم روحانی ہونے کی شہادت ہے
اور راہو مصیبت کا باعث ہے۔
- (۴) چھٹوں خانہ میں چند رمان ہے۔
جسکی تاثیر کی وجہ سے وہ رقیق القلب۔ نرم دل۔ اور مہذب و عالم
ثابت ہوئے۔
- (۵) ساتویں گھر میں سینچر ہے۔
جس سے ظاہر ہے کہ انہیں سیاح ہو کر۔ جا بجا دورہ کرتے ہوئے
تعلیم و لیتن دینا تھا۔
- (۶) دسویں گھر میں منگل اور کیتو ہیں۔
جسمانی طور پر سچیم و شمیم تو انہیں ہونا تھا۔ لیکن زمینی خوشی اور عیش اور
عشرت سے کناہ کشی کرتی پڑیگی۔
- (۷) یحیم شمیم جسم کو آخر کار دبا ہونا پڑے گا۔ کیونکہ زندگی تپ اور ریاضت کے
لئے مخصوص ہو چکی تھی۔
- (۸) عمر صرف ۷۱ برس ۷ ماہ کی ہوگی۔

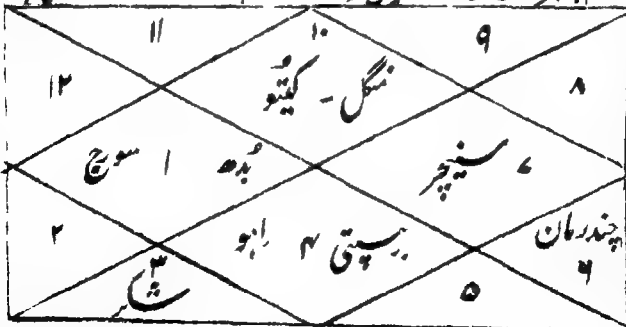
نکستریں مرسکے حل سے لڑکا پیدا ہوا۔

(۱۰) وہ مبارک دن۔ مبارک ساعت۔ مبارک وقت تھا جس طرح پوپ کی طرف سے اغوانی شعاؤں سے گھرا ہوا سورج آب و تاب کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اُسی طرح سد عارتہ اور پر یہ کاری کا یہ لڑکا پیدا ہوا۔

(۱۱) رات گئی اندھیرا دور ہوا۔ بابا بکا مکمل کھل گئے۔ خوش آنہنگ پرند چھپھانے لگے۔ ہر چار طرف خوشی اور شادمانی کے مناظر دل کشتی اور دل آویزی کے باعث ہوئے۔ جو کیفیت سورج کے بھٹکنے سے ہوتی ہے وہی حالت راج محل میں اس لڑکے کے پیدا ہونے سے ظہور میں آئی۔

(۱۲) شادیاں بچنے لگے۔ نو مہنہ بھڑنگی۔ مبارک اور سلامت کی صدا بلند ہوئی۔ پنڈت اور پروہت مبارک موقع سمجھ کر مذہبی رسم ادا کرنے لگے (۱۳) لڑکا حسین مدجین تھا۔ عروج اور کمال کے آثار اس کی صورت سے نمایاں تھے۔ ہونٹا روبرو کے ہوت چکینے پات !

(زرا کچھ بھگوان وروہمان جی) یہ ہی سہی جوتش رہی مدھت حالانی تھا۔
مردم چوہری راج وید۔ فرستہ مرعلیم گوز کاؤں نے بہت محنت سے تماشہ کر کے بھیجے ہیں



رہتا ہے بغیر سبک کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی یہاں سبب ضرور ہے۔ جبکی وجہ سے آج غیر معمولی طریقہ میں تیری صورت سے درجہ کی خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔

(۵۱) رانی مسکرائی۔ اور اس طرح جواب دیا :-

(۶) ”ہمارا راج ارات کوئیں سوئی ہوئی تھی۔ خوشی دینے والے سولہ سوچن یکے بعد دیگرے دیکھے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سفید رنگ کا ہاتھی آکا س سے اُترتا ہوا آیا۔ اور میرے منہ میں سما گیا۔ اور اُس کی وجہ سے میرے دل کو جو خوشی نصیب ہوئی میں اُس کا بیان نہیں کر سکتی۔ ایسی خوشی مجھے زندگی میں کبھی نہیں ملی تھی۔“

(۷) راجہ نے رانی کو حیرت کی نظر سے دیکھا۔ خوابوں کی اپنی سمجھ کے موافق تعبیر کی۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ رانی کے حل میں کسی جلال اور جمال والی مکمل روح نے گرجہ پرورش کیا ہے۔

(۸) رانی سیہی سادی فرات والی تھی۔ شوہر کی باتوں پر اُسے پورا پورا اعتقاد تھا۔ وہ اس خوشخبری کو سنکر اگر پہلے خوش تھی تو اب زیادہ خوش ہو گئی۔

(۹) دو بیٹے خوشی خوشی گذر گئے چیت صدی تریودشی کے دن اُتر لیا گئی

چوتھہ بجوان کی ماما یاد دہی نے بدھ دیو کے حل میں اُسے کی رات کے بعد اسی قسم کے خواب شدھون راجہ سے مان کئے تھے۔ یا تو یہ طاقت اور شاہب کے سامان تھے یا بدھوں جیسا کہ عقیدہ میں انکو بدھ کی ذات منسوب کیا ہے۔ مگر یہ یہ عاریتی خیالات ہوں (مصنف)

چھٹا باب

درمہان جی کاہنم

۱۔ اٹنڈل پور ایک اہم نگر تھا جس میں سدھارتھ نامی راجہ راج کرتا تھا۔ جیسا نام ویسا کام۔ بیسا نام ویسا گن۔ جیسا گن۔ ویسی حالت! یہ سب دشمنیت کی جھلک تھی مہوئی تصویر بنایا ہوا۔ عدل و انصاف سے راج کرتا تھا اس کے ارتھ سدھ ہوئے تھے۔ زندگی کامیاب تھی۔ ملک آباد تھا رعیت شاد تھی۔ اس کی رانی کا نام پرتیہ کاری تھا۔

۲۔ کہا جاتا ہے علم۔ دولت اور عورت۔ قسمت یعنی ہنگاموں کے پیچھے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں بڑی قسمت سے پاتھ آتی ہیں۔

۳۔ سرتھما رتھ اور پریر کاری کا بلاپ سونے میں سہاگہ کا میل تھا۔ دونوں دنیاوی نقطہ نگاہ سے خوش تھے اور باہمی محبت کا مہر جہر تھے جو سنے ایک دوسرے کے دلدادہ اور رفیق بنے ہوئے تھے۔

۴۔ ایک دن صبح کے وقت رانی نہادھو کر اور سفید لباس پہن کر باہر آئی اور خوبصورت زیوروں سے آراستہ ہو کر راجہ کے پاس آئی۔ راجہ نے اس کی صورت دیکھی۔ پوچھا: ”رانی! تو آج بہت خوش نظر آتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے؟“ دنیا میں سبب اور نتیجے کا قانون ہر وقت نمودار ہوتا ہے۔

مذہب پرچان میں اس رانی کا نام ”ترشلا“ دیوی بھی لکھا ہے ۵

اور نہ وہ مخلوقات آزاری ہے۔

(۸) دھرم ”خیر و برکت“ پھیلانے والی چیز ہے۔ جو اپنے ساتھ سلامتی اور شانتی لاتا ہے۔ یہ فتنہ فساد یا دھرم یا جو رستم کا آئین نہیں ہے جو مخلوقات اور موجودات کو انتشار اور اضطراب میں رکھتا ہے۔

(۹) دھرم دنیا میں نہایت قیمتی چیز ہے۔ نہایت خوبصورت چیز ہے۔ انسان جب دھرم کا شکار ہو جاتا ہے اور غلط سلطہ رستہ اختیار کر لیتا ہے اس وقت اسے دھرم چھوڑ کر دھرم کی سوچتی ہے۔ اور دھرم کے نسل کی ترقی۔ بقیاری۔ اور جہالت لاتی ہے۔

(۱۰) کاش کوئی باکمال۔ معراجی شخصیت۔ دھرم معجزہ بن کر ظاہر ہوتی اس کی پاکیزہ زندگی میں دھرم کی شان مجلی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ لوگ اسے دیکھتے۔ وہ اپنے طرز عمل کے سلسلے میں دھرم کی بنیاد قائم کرتا اور اپنی زبان سے دھرم کی سمجھ بوجھ اور دھرم کے گیان کی اشاعت کرتا صرف اسی ایک بات کے امکان سے دنیا میں دھرم کے جھنڈے کے بلند ہونے کی امید کیجا سکتی ہے۔ ورنہ مایوسی ہی مایوسی ہے۔

(۱۱) بحیالات تھے جو دلوں کے سمندر میں موجزن ہو رہے تھے۔

(۱۲) یہ خیالات کتنے دنوں تک دلوں سے نکل کر اکاش میں مٹل میں محیط

ہوا کئے اس کا کسے علم ہو سکتا ہے؟

(۱۳) آخر ان کی مراد برائی۔ اور ردھمان جی کا جنم ہوا

(۲) جب سنسار میں کسی چیز کی مانگ ہوتی ہے تو اس کے تیار کرنے کا سامان پیدا ہو جاتا ہے یہ بڑھتی قدرتی اصول معلوم ہوتا ہے۔

(۳) جہاں مانگ نہیں ہے۔ وہاں کوئی کیا مہیا کرے۔ اور کیسے مہیا کرے

(۴) جو بیس سو (۱۹۵۹) برس کے پہلے لاکھوں انسانی افراد کو مذہب و جمعی حالت اور ناپاک طرز تمدن سے سخت کراہیب ہو رہی تھی۔ یہ حالت کب سے تھی؟ اس کا پتہ دنیا مشکل ہے۔ لیکن وہاں کے اندر نفرت اور کراہیت کا جذبہ بہت گھٹا ہو گیا تھا۔ اور گھٹا ہو رہا تھا۔

(۵) مذہب اور ایشیور کے نام پر ہر روک فیہ معصوم جانوروں کی خونریزی قربانیاں کی جا رہی تھیں۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ انسانیت سے اگر کرگوشت اور خون کی غذا کا دلدادہ بن گیا تھا۔ اور اس وقت تک ان کے عیش و لذت کا سامان مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک کہ گوشت و پوست۔ یخنی۔ شوربہ اور دسترخوان پر پڑیوں کا انہار چن کر نہیں رکھا جاتا تھا۔

(۶) جہاں ایسے مخلوق آزار۔ اور مردار خوار۔ خواہ خوشخوار۔ اور گوشت خوار کثرت سے تھے وہاں ایسے لوگوں کی بھی تعداد کم نہیں تھی۔ جو ایسی مجلسی اور مذہبی مقبوحات سے متنفر ہو رہے تھے۔

(۷) ان کے دلوں سے اٹھتے بیٹھتے یہ آواز برآمد ہوتی تھی دیکھا ایسا کوئی باوہی طرقت دنیا میں نہیں ہو گا جو ان بدعتوں اور مصیبتوں کا خاتمہ کرے اور ان خون اور گوشت کے بھینٹ سے فرضی ایشیور کے پوجنے والوں کو حقیقت اور سچائی کا راستہ دکھائے۔ دھرم کا مقصد خون تحراہ کرنا نہیں ہے

کر دے نقص ہی نقص ہیں۔ بلکہ کمال کی کیفیت بھی موجود ہے۔“
 (۹) ”ہاں سچی خواہش سچے غم اور سچے آہنگ کی ضرورت بیشک ہے
 (۱۰) ”مجھ کو اجو کے ساتھ میل ہے جو میں اجو کے اثرات داخل ہیں
 اور جس طرح چلنے کے تیل میں پانی پڑنے سے چلنے شور مچاتا ہے اسی طرح
 صحبتِ ناعنس کی وجہ سے جو واویلا کر رہے ہیں۔“

(۱۱) ”اگر راحت و قرار سکون اور کمال مطلوب ہے تو جو سے اجو پنا کو
 اسی طرح سے دور کر کے بھینک دیا جائے جیسے لوگ سر کنڈے سے
 تیر کو نکال دیتے ہیں۔ اس وقت پھر اضطراب اور انتشار کا کھٹکا نہیں رہتا
 (۱۲) ”جہٹے اپنی اصلی حیثیت پر قائم ہے۔ اور دوسروں کی محتاجی اور دست
 نگری کے غیب سے پاک ہے۔ وہ شرفِ فساد سے آزاد ہے۔ اسے بیوقوفی اور
 بے عزتی کا درد نہیں پہنچتا۔ اور جن میں محتاجی اور کمی کا احساس موجود ہے
 وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔“

(۱۳) ”معراج سر و گیتا ہے۔ اس سر و گیتا میں نہ کمی ہے نہ نقص ہے۔ نہ
 احتیاج ہے۔ اسے دل دو۔ اس کی تکمیل میں لگ جاؤ۔ اور سچی محبت کر کے
 سے تم منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکو گے۔“

پانچواں باب

روحانیت کا سوچ

(۱) ”خواہش کرو اور تمہیں ملے گا۔ کام کرو اور کامیابی نصیب ہوگی۔“

کی ہدایت اور نصیحت ۔

(۴۴) صحبت سے ان میں سب سے زیادہ بہتر صورت گورو کی صحبت یا ساو جیو دل کا میل ملاپ ہے ۔ دل کے اندراجیو کے اثرات سے ٹھکانا پانے کا مادہ کرید پر آکر رہتا ہے ۔ یوں ٹٹول ٹٹول کر چال چلنے سے مقصد بہتری کی امید کتنی ہوتی ہے ۔ انکی صحبت اور خدمت دلوں پر خاص قسم کا اثر کرتی ہے اور وہ اس سے مستفید ہوتے ہیں ۔

(۴۵) تین ست میں گورو انسان کا کل کا نام ہے ۔ جن کی مقدار صرف راتی گئی رہتی ہے ۔ ہاں ان کے تعلیمی سلسلہ کے گناہ ۔ ریشی ۔ مینسی ۔ ساو جیو جی ۔ اکثر مل جاتے ہیں ۔ اور وہ جیوؤں کو راہ پر لگا دیتے ہیں ۔

(۴۶) ڈھانی ہزار برس سے زیادہ ہوئے ذیلیں میں قسم کا ایک گورو پیدا ہوا تھا جس کا نام مہا چر سو افی تھا ۔

(۴۷) اس نے جیوؤں کی بچائی اور بقیاری دیکھی اسے رحم آیا ۔ اور ان کی رہنمائی کا بار اپنے سر پر لیا ۔

(۴۸) اس نے ولد ہی اور بچوں کے لہجہ میں صدا دی : ” جہاں دیکھ ہے وہاں سکھ کا بھی امکان ہے ۔ جہاں معیبت کے پھٹنے والی سنار کی آگ مشتعل ہے وہاں شانتی دینے والے نروان کی جھیل کے کنارے پانی کا وجود بھی رہتا ہے ۔ جہاں درد ہے وہاں ہی دوا رہتی ہے ۔“

(۴۹) یہ نہ سمجھو کہ سب نہر ہی نہر ہے ۔ لکھا مر ت کی بھی ہستی ہے ۔ یہ نیل

ڈھیر ہے۔ وہ انکی شمولی کیفیت ہے۔ اس لئے چپتن کے دو بدو ہوسے
سے اُس میں اُس کی سیلڈان ایہاؤ کا رجحان چپتن کے جانب ہوتا ہے
اور وہ ایک منہم کی خوشگوار بندشی حالت میں آجاتا ہے۔
(۳) "خیمو گکر" "آشرو" نہ ہو۔ اور اچیو کے کر یک بجاؤ کو روک دے اور
ساتھ ہی اُسے اپنے اور اچیو کے روب کا گیان ہو جائے تو قید و بند
کی حالت کا امکان نہ ہے۔

چوتھا باب

عالم نجات

(۱) تیداو۔ بند ناخو نگوار ہے۔ آزاد وہی خوشگوار ہے۔ کو چیوا زلی سلسلے میں
ایو کی لپیٹ میں آگیا ہے لیکن فطرتاً ہی میں سرگیتا کا وصف موجود
ہے۔ اس لئے کبھی بھی اُسے اچیو کی ملیحدگی کی سہ جیتی ہے اور اسوقت
نجات کا خواہشمند ہوتا ہے۔

(۲) اس خواہش کی ابتدا کئی صورتوں میں ہوتی ہے۔ تکلیف اور پریشانی
سے گھبراہٹ۔ منجریہ اور مشاہدات کی وسعت۔ نجات یافتہ روحوں

یہ وہ یارن اور تین شدخات ہیں۔ ایک بیہی فرق ہے۔ دیناتی جیوا اور بزم کی ایٹھا نشانہ ہوا
بزم کو آدھار۔ آدھستان۔ سہار۔ اور کوٹھ بتاتا ہوا۔ اسی کو ب کچھ سمجھ لیتا ہے۔ اولیں
یقین کو بخند کرتا ہے۔ کہ بزم آدھار حص ہے۔ اور اس کے سہارے جگت کا پرہنج ہوتا ہے
جینی کہتے ہیں سا اقصیٰ مرمو آدھار ہے ہی کا جو۔ اندر تھکوں نے کئی بھی راضی کی تعلیم دی ہے
مصنف

۱) حیوان کی خصوصیت جیوا ہے۔ جیو چٹن اور اچو جڑ ہے۔ جیو روح۔ اور اچو مادہ ہے۔ جیو میں چٹینتا ہے۔ اور اچو میں جڑتا ہے۔ لیکن جڑتا اور چٹینتا کیا ہے۔ اس کا سمجھنا بھی آسان نہیں ہے۔

۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس و حرکت چٹین کا نشان ہے۔ بے حس اور بے حرکتی جڑ کی علامت ہے۔ لیکن یہ صراحت کافی نہیں ہے۔ جس اور حرکت دونوں کے ملاپ کا نتیجہ ہے۔ چٹین۔ چٹ۔ سوچا یا چٹن کرنا ہے۔ ”جڑ“ خل“ یعنی ڈھیر لگانا ہے۔

۳) بعضوں کا خیال ہے کہ جڑ میں بے اثری ہے۔ اور چٹن بے اثر ہے۔ یہ بھی صرف جزوی خیال ہے۔ اگر جڑ بالکل بے اثر ہوتا تو چٹن کبھی اُس کے زیر اثر نہ آتا اور اگر چٹن خالص اثر پذیر ہوتا تو پھر اُس کے قید و نجات کا سوال کیسے اُٹھتا۔

۸) انسان شراب پیکر سست ہو جاتا ہے مگر شراب میں بے اثری ہوتی تو انسان اُس سے مؤثر نہ ہوتا۔

۹) اگر جڑ تائیں بے اثری نہ ہوتی تو انسان مادہ کو اپنی خواہش کے موافق تبدیل کر سکتا۔

۱۰) جب لوہا اور چمک ایک دوسرے کے تہ مقابل آجاتے ہیں تو دونوں متاثر ہو جاتے ہیں اور لوہا چمک کی طرف گھٹکرا اُس سے چمٹ جاتا ہے۔ یہ طرح جڑ اور چٹن کی نسبتی کیفیت ہے۔

۱۱) جڑ کی خاصیت ہے کہ وہ چٹن کا سہارا لیتا ہے۔ اور جب چٹن اُسے سہارا دیتا ہے تو پھر وہ اُس سے چمٹ کر اپنے تمام خواص کو اُس سے مربوط کر دیتا ہے اور جڑ چٹن کے طرح طرح کے کھیل کرتے ہوئے اس نظام کائنات کے باعث بنتے ہیں اور چٹن دیکھو جڑ کا

۱۲) اس حالت کا نام ”دو آشر“ ہے۔ چونکہ اچو کے اندر خاصیتوں کا

(۹) جہاں خبر ہے وہاں نکل ہے۔ جہاں روشنی ہے۔ وہاں سایہ ہے۔
 نوش کے ساتھ نیش۔ اور عیش کے ساتھ عیش۔ بزم کے ساتھ رزم۔ اور
 عنت کے ساتھ نفرت ہے۔ ایسی حالت میں دکھ کیوں نہ ہو؟
 (۱۰) اصل میں اس دو کی ہستی نے ہی بے شمار کیفیوں کی ہستیوں کا
 اظہار کر رکھا ہے۔ اور یہ اجتماع صمدین ہی انیکتو (تعدد اور کثرت) کا بانی
 مبنی ہے۔ *

تیسرا باب

جیو۔ ا جیو

(۱) اس ویت کے اصول میں دو ذات اہم ہیں۔ اُن میں سے ایک کو جیو کہتے
 ہیں اور دوسرے کو ا جیو۔ اور یہ سنسار جیو ا جیو کی مشمولی کیفیت ہے۔ *

(۲) جیو وہ ہے جس میں اپنی زندگی ہے اور جو قائم بالذات ہو اور ا جیو وہ ہے جو جیو
 نہیں ہو بلکہ اُس سے غیر ہے یہ ہستی ضرور ہے کئی ہستی سے انکار کرنا دھوکے میں پڑنا ہو

(۳) جیو قائم بالذات ہو۔ اور جیو ا جیو کے میل سے اس دنیا کا سلسلہ ازلی اور
 ابدی طریقہ میں خلا آتا ہے۔ *

(۴) جیو کا ا جیو کے ساتھ ملاپ دکھ کا باعث ہے۔ اگر جیو ا جیو سے قطع تعلق
 کر لے تو پھر دکھوں سے اسے نجات مل جائے۔ یہ اصول ہے جسکی تلقین تیر تھنکروں
 یعنی برگزیدہ۔ رسیدہ۔ اور مکمل گوروں، مرثروں، نے کی ہے۔ *

(۳۲) جہاں دو مخالف سو بھاؤ والے ہوتے ہیں وہاں ہر وقت کھٹ پٹ و محی رہتی ہے۔ دو پہنے کی حالت میں رہتے ہوئے کوئی کیسے دکھ سے نجات پاسکتا ہے؟

(۳۴) جب دو ہوتے ہیں تب ہی گفتگو کا۔ لہذا ملکتا ہے۔ جب دو ہوتے ہیں تب ہی بیوہ ہار دہر بھندن کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور جب دو ہوتے ہیں تب ہی پرپی جاس دھیلیات کا امکان ہوتا ہے۔ اور جب دو ہوتے ہیں تب ہی پر بارگاہِ اعلیٰ مقصد یا مقصدِ عظیم کی سوجھ بوجھ سمجھتی ہے۔

(۳۵) دلیل تو حیدر و توحید ہے۔ جو لوگ وحدانیت کے خیال پر شکے ہوئے ہیں وہ اپنے سدھانت (اصول) سے آپ گرے ہوئے ہیں۔ اہلکاطر و عمل خود انکے جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔

(۳۶) جب دو ہوتے ہیں تب ہی دو میں سے ایک کی تمیز کا موقع ہاتھ آتا ہے۔ اور جہاں دو نہیں ہوتے وہاں کوئی کس طرح زبان کھولنے کی جرأت کرتا یا کر سکتا ہے؟

(۳۷) ہم دیکھتے ہیں کہ علم اور جہالت ہم پہلو نہیں۔ جیو کے ساتھ اجیو ہے۔ قیاد کے ساتھ نجات ہے۔ پانیہ کے ساتھ پاپ لگا ہوا ہے۔ ممکن اور غیر ممکن ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ فتح و شکست۔ بلندی اور پستی۔ لوک۔ پر لوک۔ نیک اور بد۔ ظاہر اور باطن۔ لطافت اور کثافت وغیرہ کیا مخالف افراد کے جوڑے نہیں ہیں؟

(۳۸) یہاں کوئی شے اپنی ضد کی رعایت سے آزاد و نہیں نظر آتی۔

کی طرح جلا کرتے ہیں۔

(۵) اسی کو جسمانی دکھ ہے۔ کسی کو خیالی دکھ ہے۔ ادھی دیوک دنیا گہانی،
ادھی بھونک (جسمانی۔ ادھی) اور ادھیاتک (خیالی) دکھ کہاں نہیں ہیں !
(۶) اور وہ دکھ تو کچھ بھی قابلِ برداشت ہوتے ہیں۔ لیکن اس ادھیاتک دکھ
کی برداشت کرنے کی طاقت شاید کسی میں ہوتی ہے۔
دکھ، جہاں کسی چیز کا ظاہر اوسم و گمان تک نہ ہو وہاں یہ دل اپنے اندر سے
خیالی طور پر دکھوں کے سلسلہ کو پیدا کر کے الجھن میں پڑ جاتا ہے۔ اور کراہتا
رہتا ہے۔

(۸) گرمی دکھ ہے۔ سردی دکھ ہے۔ بھوک دکھ ہے۔ پیاس دکھ ہے۔
غرض کہ ہم ہر چار طرف دکھوں سے گھرے ہوئے ہیں۔
(۹) یہ دکھ کیوں ہے؟ دکھ اس وجہ سے ہے کہ ہم دنیا کو مستحایا اجتماع
ضدین کے طبقات میں رہتے ہیں جسے دنیا و مافیہا کہتے ہیں۔

دوسرا باب

دوند یا ضدین

(۱) سنسار میں دو متضاد قوتیں باہم گریہ تھاپانی کرتی ہوتی دکھوں کی
نسل کو بڑھاتی رہتی ہیں۔
(۲) سنسار سنسکرت مادہ جسم (ساتھ ساتھ) اور سرسری (چلنے) سے نکلا ہے
جہاں متضاد کیفیتیں یا شخصیتیں پہلو بہ پہلو رہتی ہیں وہ سنسار ہے۔

ایہنا دھرم یا گاسپل آف دروہمان

پہلا باب دیکھ

- ۱) دیکھ ہے۔ دیکھ کی خصوصیت سے کوئی متنفس خالی نہیں ہے۔
 ۲) جسم کا تعلق دیکھ ہے۔ دل کی دلی نسبت میں دیکھ ہے۔ اور مجسم مخلوق
 اصلی معنی میں اسکی ہستی سے انکار نہیں کر سکتی۔
 ۳) ایہنا دیکھ ہے۔ بچھڑنا دیکھ ہے۔ دل لگانا دیکھ کی ابتدا۔ اور دل کا کسی
 سے ہٹنا یا جانا دیکھ کی انتہا ہے۔ اعضا اور حواس چاہے ظاہری ہوں یا باطنی
 دیکھ کے یقین سے بھرپور ہیں۔
 ۴) آہ ایہ سنسار آتشکدہ سے مشابہ ہے جس میں مجسم اور متنفس افراد یا جن

ہو گئی ہیں تو جین اور بودھ مذہب کے ساتھ وہ کیسا سلوک کر سکتی ہیں آسانی
اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز ہندوؤں نے جو مظالم توڑے ہیں۔ مہی شہادت
تواریخ کے صفحات علی الاعلان دیر ہے ہیں۔ جن کے پڑھنے اور سوچنے سے
رونگھے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ کشمکش اور نفسانی صواب بھی منہ زور ہے۔
ہندو دھرم کی اب بھی یہی تاکیہ ہے کہ چاہے باہمی کے پاؤں سے کچا کر مر جائے
مگر جین منہ نہیں پناہ لینے کو بخاؤ۔

پیش نے جو وقت جین لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا تو اسکی سادگی میری لچھی کا
باعث بن گئی۔ جین دھرم کی جانب سے جو غلط فہمیاں پیدا ہو رہی تھیں انکے
رفع کرنے کا مجھے فوراً خیال پیدا ہوا۔ اور چنانچہ کتابیں اس نظر سے تالیف کیں
کہ ہندوؤں اور جینیوں میں جو قومی اختلاف ہے جلد سے جلد دور ہو جائے۔
چونکہ مجھے اس مقصد میں کافی کامیابی ہو چکی ہے۔ اس سے مجھے حوصلہ ہوا ہے
کہ مہا ویر سوامی کی تعلیم کے متعلق بھی اس چھوٹی سی تصنیف کے ذریعہ سے
عوام کو واقفیت پیدا کروں۔ امید کہ ناظرین میری ان کوششوں کی قدر کریں گے
اور میری محنت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

شیو برت

راج بنارس۔ یقین راہ سوامی دھام۔

دہرم کی عملی تعمیر سدھارتھ گوتم بدھ کی ذات سے طور میں آئی۔ اس سے پیشتر کوئی اور بدھ انکے خیال و عمل کا حامی یا مبلغ ہوا ہو اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ لیکن چونکہ جینیوں نے اپنے ترنٹنکروں کی تعداد ۲۴ قائم کی۔ انکی دیکھا دیکھی بودھوں نے بھی گوتم بدھ سے پیشتر ۲۳۔ اور بدھ ہونے کا دعویٰ کیا۔ جینیوں کی اس ۲۴ کی تعداد نے یہ معجزہ دکھایا کہ اس تعداد کو ایک مذہبی اہمیت حاصل ہو گئی ہندوؤں نے بھی جو اپنے دین اوتار مانے تھے ۱۴ کا اضافہ اور کر کے ۲۴ کی تعداد پوری کر دی۔ پارسیوں نے بھی اپنے پیشوا یا ان دین ۲۴ ہی مانے جن کے نام سے ۲۴ شک (منجے یا سائل) سفر تک دساتیر میں شامل کر دیئے۔

حقیقات کی بنا پر تاریخی نقطہ نگاہ سے پارس ماتھ بیسویں ترنٹنکر کی ہستی بھی قابل تسلیم ہو گئی ہے جو مہادیو سوامی سے قریب ۲۵۰ سال پیشتر ہوئے ہیں۔ اور انکے اولین ترنٹنکر شت بدھ کا وجود غودھندروؤں کے پرانوں میں۔ صاحب مانتا ہے جو آغاز دنیا کے وقت ہی عالم ظہور میں آئے تھے اس سے اس یقین کو کھنگلی ہو جاتی ہے کہ عین دہرم بودھ دہرم سے قائم تر ہے۔ اور ویدک دہرم یا ہندو دہرم سے اگر قریب نہیں تو اس کے متوازی ضرور ہے۔

مجھے اس پرانہ سالی میں عین دہرم کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ ہندوؤں کے دیہان باہمی تعین حسد اور رقابت کچھ قومی خصوصیت ہی بن گئی ہے۔ انکے دہرم کا مقصد باہمی میل ملاپ آئس و محبت ہے۔ لیکن برخلاف اسکے ہندو دہرم میں ذات پانت کی کثرت۔۔۔ ہی نفرت اور کدورت کا سبق ملتا ہے ہندوؤں کی تمام شاخیں جب ایک دوسرے کو نظر حقارت سے دیکھنے کی عادی

معصوم اور بے زبان حیوانات کی قربانی کے دونوں فرتے فحالیف اور مجروحانہ زندگی کے حامی دکھائی پڑتے ہیں۔ دونوں کا معراج روحانی حصول نجات ہے لیکن ان مشابہتوں سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بودھ دھرم جین مت کی شلخ ہے ویسا ہی غلط ہے جیسا کہ آجکل کے نادان اور کوتاہ بین محقق بغیر سوچے سمجھے جین دھرم کو بودھ دھرم کی شلخ بتاتے ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جائے تو دونوں ہرانت کے اصول اور انکی نفسیہ میں زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ اس زمانہ میں ہندو دھرم نے دنیاوی مطراق کو اگر علما نہیں تو علماء ضرور اپنا معراج مان رکھا تھا۔ انتہائی باطل پرستی کی جانب رجوع ہو کر ہنساکو ہی دھرم سمجھ لیا تھا۔ جینیوں نے اسے باکھد مارگ۔ یا بام مارگ کے نام سے موسوم کیا۔ اور کمال زہد و ریاضت اور سخت ترک و تہجد کو عملی نامہ بدھ کا سلسلہ بتلایا۔ جب ہندو باطل پرستی میں اور جینی حق پرستی میں انتہا پسند ہوئے تھے تھے تو دونوں کے درمیان کڑی کی حیثیت سے بودھ دھرم نمودار ہوا۔ اسی دور سے بودھ دھرم کو بدھ مارگ کہتے ہیں۔

اگرچہ بدھ بھگوان کی مہاویر سوامی سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ تاہم بدھ بھگوان کو ان کے حالات سے واقفیت ضرور تھی۔ مہاویر سوامی کا اشارنا۔ و دیکھا گیا بودھ دھرم کے مقدس نوشتہ جات میں جا بجا ملتا ہے۔ وہ مہاویر سوامی کو نہایت تیر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ذکر ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے بدھ بھگوان سے پوچھا کہ کیا تم جین ہو؟، انہوں نے بیاختہ جواب دیا۔ ”ہاں میں جین ہوں۔ جس نے حواس پر قابو پا لیا ہے اسکو جن کہتے ہیں۔“

لئے ہیں۔

جین مذہب آزادنہش اور فقیر مت ہستیوں کا طریق تھا۔ اس لئے انہوں نے بھگوان مہاویر کے لفظ لفظ کو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ سوتروں اور سکولوں کی صورت میں ازبر یاد رکھا۔ لیکن حوالہ قلم کبھی نہیں کیا۔ یہ طبقہ کتابت یا کتاب مقدس کبھی فائل نہیں رہا۔ غالباً ۱۶۴۰ء سے نرگرنجھ کہا جاتا تھا۔ مہاویر سوامی کے کئی صدیوں بعد ان لوگوں نے نسلا بعد نسل جو انکی تعلیم کو بر زبان رکھتے چلے آ رہے تھے آئندہ نسلوں کی بہبود کی میت سے قطع نہ کیا۔ اس وقت جینیوں کا جو وسیع لٹریچر نظر آتا ہے وہ سب انہیں برگزیدہ ہستیوں کی محنت کا نتیجہ ہے اس میں شک نہیں کہ مذہبی اصول کی ترتیب و تفسیر عجیبہ ویسی ہی ہے۔ جیسی مہاویر سوامی نے تعلیم دی۔ لیکن پانوں اور تاریخی واقعات کی ترتیب ہندوؤں کی دیکھا دیکھی طبع زاد کردہالی۔ اور جینی مصنفین بھی اس بارہ میں غلو و مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ہندو۔ بودو۔ عیسائی وغیرہ سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔ مہاویر سوامی بدھ بھگوان کے پیشرو تھے۔ اگرچہ دونوں محصور تھے مگر مہاویر سوامی بدھ بھگوان سے غم ہیں اتنے بڑے تھے کہ یہ بدھ بھگوان کے ظہور سے ساہا سال پہلے مہاویر سوامی کی تعلیم چار داگ عالم میں وسیع پیمانہ پر اشاعت پا چکی تھی یہی وجہ ہے کہ بدھ دھرم پر مہاویر سوامی کی تعلیم اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہی۔ بدھ دھرم کی کتابوں میں جینیوں کی اصطلاحات اکثر استعمال ہوئی ہیں۔ رنگ، ہنگ، طرزیان، فقیرانہ وضع سے امتیازی پہلوؤں کی تعلیم میں یکساں نظر آتے ہیں۔ دونوں کا مادی اصول اہنسہ ہے۔ یگیوں میں

والے اُنخاص عینی کہلاتے ہیں۔

مہا ویرسوامی کو گذرے ہوئے ۲۴۵۹ برس ہوئے لیکن اس تاریخی شخصیت کی یاد اب تک تازہ بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں اصلاح دنیاوی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اسباق روحانی کی بھی تعلیم دی تھی۔ دنیا داروں میں اس چین کا دور اور ایشیائین حقیقت کو روحانی عروج انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اتنے بڑے محن عالم کے مکمل حالات زندگی جمع کرنے کا خیال اب تک کسی کو پیدا نہیں ہوا۔ تعلیم بیشک موجود ہے۔ لیکن سادہ زندگی اور سادہ خیالی نہیں۔ اکثر موقعوں پر غلط فاسد سے زیادہ کام لیا گیا جس سے اس تعلیم تو اصلی صورت میں پیش کرنا مشکل ہوا ہے۔ اس پر بھی آپ کی فلسفیانہ تعلیم انہی نوعیت کی نظر سے نہایت دلچسپ اور موثر ہے۔ اس وقت دنیا میں بیسیوں قسم کے فلسفے اور انکی شاخیں موجود ہیں۔ لیکن وہ استقدر دقیق اور دشوار فہم نہیں کہ عوام کو کیا خاص طبیعت والوں کا بھی رجحان انکی طرف کم ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت مین و حرم کی تعلیم میں ہی ہے کہ وہ بالکل سادہ اور قدرتی ہے اور اگر اسکی عام اشاعت کی جائے تو وہ جمہور کے میلان طبعی کا باعث ہو سکتی ہے۔

مہا ویرسوامی کی زندگی خود ایک مشعل طریقت تھی۔ انکی مثال ذاتی نے اشاعت تعلیم کو اور بھی سادہ اور موثر بنا دیا تھا۔ ہند جیسے وسیع جزیرہ نما میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی انکے خیالات پاک۔ علم صادق۔ اور عمل صائب نے عالمگیر کہہ جایا تھا۔ جسکے تصانیات اب تک بلا لاش کئے جا چکا

اُٹھتا ہے اور صفایت کو پہنچ جاتا ہے وہ انسان کامل کہلاتا ہے۔ کامل آزاد کی حاصل ہو جانے کے بعد اُس کو شجاع و بہادری کا ناموزوں ہے جینیوں کی اصطلاح میں اُس آزاد کامل ہستی کو تیر تھنکر کہتے ہیں۔ کیونکہ تیر تھنکر کے لغوی معنی میں تمام تیر تھنوں (منازل) کو طے کر چکنے والا۔ گویا کہ جو انسان ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے وہ تیر تھنکر کہلاتا ہے۔

یہ دنیا کیلئے ہے؛ جیوا اور جیو کی مشمولی کیفیت ہے۔ جیوا اور جیو کا ترجمہ روح و مادہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ جیوا اور جیو کی اصطلاح میں جو وضاحت اور صفائی ہے وہ روح اور مادہ کے معنوں میں نہیں ہے۔ تاہم مین دہم کی اصلی مراد کو خاطر نشین کر کے ان الفاظ کو محض ادائے مطلب کے لئے استعمال کر لیا جاتا ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ بہر حال روح کے لئے آفات و آلام دنیاوی کا باعث اُس کے ساتھ ذاتِ مادی کا اشتغال ہے۔ اس سے روح دنیا میں پابند و محصور ہے اگر اشتغالِ مادی سے کوئی روح پاک و صاف ہو جاوے تو وہ مسرور بالذات عالمِ کل اور قادر مطلق ہو جاتی ہے۔ گویا روحانی صفات کو زائل و مکسور کرنے والا مادہ ہے۔ پس یہی روح کا دشمن ہے۔ اس کے تعلقات کا فنا کرنا۔ اور اس سے بالکل پاکیزگی حاصل کر لینا روح کی مادہ پر فتح کامل کہلاتی ہے۔ اسی اصلی فتح کو حاصل کر کے کوئی روح جن یا فاتح کامل کا مرتبہ پالیتی ہے۔

مہاویر، سوامی بھی اسی رستم کی ایک مکمل ہستی (تیر تھنکر) اور فتح کامل شخصیت (جندرتے)۔ وہ اپنے بالکمال تجربات اور حقیقت رسی کے باعث۔ ہادی خلایق رہبر کامل اور پیشوای عالم۔ تسلیم کئے گئے۔ انکی تعلیم و مثال سے مستفید ہونے

ہر شے اپنی اصلی حالت میں ٹھیک ٹھیک دیکھی جاتی ہے۔ سمجھی جاتی ہے۔ اور دل میں سرایت کر جاتی ہے۔ جب اعتقادِ علم و عمل میں کسی قسم کے نقص کا امکان نہیں رہتا تو اُسکے ساتھ لفظ ”سمیک“ یا صادق اور لگا دیا جاتا ہے جس سے اُس کے معنی اور زیادہ صریح و صاف سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ اور اس کا حاصل کرنا ہر شخص کی زندگی کا اعلیٰ معراج ہے۔ اس لئے سمیک درشن۔ صادق الاعتقادی سمیک گیان۔ صادق علمی۔ اور سمیک چارتر۔ صادق علمی کو جو اہرملشہ کہتے ہیں۔

بشاعت۔ دلیری۔ اور مردانگی کا اظہار انسان کی میٹری طاقت اور یخونی کے عمل سے ہوتا ہے۔ جب حسنِ تمیز کا شمول قوتِ ارادی میں ہوتا ہے۔ اور اُس وقت کاروبار انسانی یخونی کے ساتھ کئے جاتے ہیں تو وہ نہایت موثر اور عالمگیر ہو جاتے ہیں۔ جبکہ حسنِ تمیز اور قوتِ ارادی کا شمول باہمی نہیں ہوتا۔ نہ انسان کے اندر یخونی رُو نما ہوتی ہے۔ نہ اخلاقی جرأت۔ یوں تو بہرِ خوف بہادر قابلِ تحسین ہے۔ لیکن اُن شجاع مردوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا جبکہ جسمانی۔ مردانی۔ اور دلی حوصلہ مندی کے ساتھ ساتھ حسنِ تمیز اور قوتِ تخیل بھی حاصل ہے۔

کوئی انسان چاہے پرپرست ہو یا انسان پرست۔ زن پرست یا زپرست نفس پرست ہو یا کعب پرست۔ لیکن باوجود انسانی صورت و اعضا کے وہ انسان حیوان ہی ہے۔ کوئی انسان انسان جی کہلائیگا مستحق ہے جب اُس میں میٹرو تخیل کا مادہ بھی موجود ہو جس وجود میں یہ مادہ کمال آب و تاب کے ساتھ چمک

دیباچہ

اس کتاب کا مضمون یہ نہیں ہے کہ ”میرا ذاتی عقیدہ کیا ہے؟“ بلکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ ”ہمارے سوامی کون تھے؟ وہ کس اصول کے پابند تھے۔ انکی مخصوص پابندی سے کیا غرض تھی۔ اور اس غرض کا کمال کس درجہ تک اپنی زندگی میں کر سکے۔ اور پھر یہ کہ انکی طرز زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ جو لوگ ان امور کو پیش نظر رکھ کر اس رسالہ کا مطالعہ کرینگے انکو اس سے ضرور نفع پہنچے گا۔ مطالعہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک محققانہ۔ دوسرا تقلیدانہ۔ کسی تاریخی ہستی کی سوانح عمری کا اس کے حالات زندگی اور اصول مذہبی سے واقفیت پیدا کرنے کے خیال سے مطالعہ کرنا محققانہ مطالعہ ہے۔ اور اس سے سبق حاصل کر کے کسی برگزیدہ ہستی کے طرز عمل کا پیروی کرنے کی نیت سے اس کا مطالعہ کرنا تقلیدانہ مطالعہ ہے۔

ہمارے سوامی کی متبرک اور مقدس زندگی نے نہایت ضروری مسائل پر تین طریقہ سے روشنی ڈالی ہے۔ جو درشن (اعتقاد و نسخ) گیان (علم صادق) اور چارتر (عمل صائب) جب یہ تثلیث ملکر ایک ہو جاتی ہے تو نہایت خوبصورت اور خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور اپنی ہر شتاق ہستی کو درجہ تکمیل پر پہنچا دیتی ہے۔

یہی علم اور عمل۔ ان تینوں کے ایک حالت میں مرکوز ہو جانے سے ہی

شکریہ

ہم مندرجہ ذیل سخاوت شعار صاحبان کا نہایت ہی تہ دل سے
شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے بہت ہی فراخی سے اس
کتاب کی اشاعت کے واسطے مالی امداد عطا فرمائی ہے۔

(۱) بابو لال چند جی صاحب جین ایڈووکیٹ روہتاک مبلغ ۵۰ روپے

(۲) لالہ رتن لال جی صاحب جین ماوی پوریہ ۵۰ روپے

(۳) لالہ جتو مال صاحب جین پیکان جوہری۔ دہلی ۵۰ روپے

(۴) لالہ مہاویر پرشاد جی صاحب جین ٹھیکدار دہلی ۵۰ روپے

نوٹیک
بشن چپنگ جین

سیکرٹری۔ جین مترنڈل۔ دہلی

دوالفاظ

جن صاحبان کو ناول یا دھارمک کتابوں کا ذرا بھی شوق ہو ان میں سے کون ایسا ہے جو ہر شئی
شعور بت لال جی سے واقف نہ ہو۔ آپنے سیکڑوں ہی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی ہیں۔
آج کل کے لوگوں کا سلسلہ۔ رامین اور دھارمکارت قابل ذکر ہیں۔ آپنے تقریباً ہر مذہب کے اوپر
بڑی تحریروں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہر شئی صاحب کو حد، وطن دیکھنے کا بھی شوق ہوا۔
منڈل نے آپ کو اپنے ٹریکٹوں کے علاوہ بہت سے جن گزرتھہ آجی خدمت میں ارسال کیے
آپنے دیکھو بہت ہی پسند کیا اور جن دھرم کے متعلق کسی قابل قدر کتاب شائع کیں۔

اسی سلسلہ میں آپنے ایک کتاب جن دھرم نام کی لکھ کر منڈل کو پیش کی۔ منڈل نے
اس ٹریکٹ کو نہایت ہی پسند کیا۔ اور منڈل کی جانب سے آپ کو سندھ اعزازی دان پتر
میں کیا گیا۔ اور اس ٹریکٹ کو واقفیت عامہ کے لئے شائع کیا گیا۔ جسکو جن اور جن
دونوں صاحبوں نے پسند کیا۔ جسکی ٹانگ مختلف اطراف ملک سے برابر چلی آتی ہے۔

منڈل کی درخواست پر ہر شئی صاحب نے یہ ایک ٹریکٹ لکھایا گا سیل آف ودھان
نام کا نالکھ کر عطا کیا ہے۔ قابل مصنف نے اس میں "جاویر سوامی" کی متبرک زندگی کے
حالات نہایت اعلیٰ طریقہ پر قلمبند کئے ہیں اور لکھنا دھرم کا دیگر مذہب متبادل کر کے دکھایا کہ وہ
کس اعلیٰ معیار پر ہو۔ ساتھ ہی جن دھرم کو دیگر مذہب سے قریب تر ثابت کیا ہو۔ میں ہر شئی صاحب کا
تبادل سے مشکور ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ تمام لوگ ٹریکٹ ہائے مطالعہ سے محظوظ اور مستی
ہونگے اور امید ہے کہ ہر شئی صاحب آئندہ بھی ایسے پاکیزہ خیالات سے فیض باب کرتے رہیں گے
نیا زمرہ۔ امر اوسنگ۔ مین سیکڑی مہر منڈل دھرم پورہ۔ دہلی

اجازت

میں نے جین مت کے متغیر رسالے قلمبند کئے۔ آخر میں جین مہرم لکھا۔ ان سب کے لکھتے وقت مجھے ہر بھی اس طریق کی اصطلاحات پر عبور نہیں تھا۔

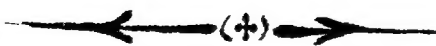
گاسپل آف وردھمان میں نے کچھ وسیع تر مطالعہ کے بعد لکھی ہے۔ یہ دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ اور جینی اور غیر جینی دونوں دلچسپی کے ساتھ اس کے مطالعہ سے اپنے معلومات کو وسیع کر سکیں گے۔

تاہم میں جین مہرم منڈل دہلی کو نجوشی اجازت دیتا ہوں کہ جہاں ہمیں اسے قلم یا غلطی نظر آوے وہ اپنے خیال کے موافق اصلاح اور ترمیم کر لے۔ اس کتاب غیر ضروری اصطلاحات کی بھرمار سے پاک و صاف رہے اس کی سادگی میں فوق نہ آئے پاوے۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ بے رورعایت لکھا ہے۔ اپنے مذہبی خیال کو کہیں ذرا بھی جگہ نہیں دی۔ لکھنے کی رض صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں جین مت کے برخلاف جو غلط سلط خیالات عام طور پر پھیلے ہوئے ہیں وہ کسی طرح رفع ہوں۔ اور یہ مقصد برا نہیں ہے۔

ساتھ ہی جین مہرم منڈل کو یہ بھی اختیار ہے کہ جو معلومات کتابوں کے مطالعہ سے ہاتھ آئیں جو اس میں داخل نہیں ہیں ان کا اضافہ کرنے ایڈیشن میں برابر کرتا رہے۔ شیو

صفحہ	ممبر
۵۷	۱۹ - جبو کیا ہے ؟
۵۵	۲۰ - تہود جابر و تفہیم موصول
۶۸	۲۱ - اعتراضات
۷۱	۲۲ - فلسفیانہ نظریے اعتراضات
۷۴	۲۳ - سمیک و رشن - سمیک گیان - سمیک چرتہ -
۷۶	۲۴ - ریاضت -
۷۹	۲۵ - معراج -
۸۳	۲۶ - چند ناکا چرتہ
۸۶	۲۷ - چند ناکا چرتہ مسلسل
۸۹	۲۸ - فلسفہ
۹۱	۲۹ - پہلے کے دو تہود جبو احوال کی مختصر صراحت -
۹۶	۳۰ - دوسرے دو تہود - آشرو اور بندہ جن کی مختصر صراحت -
۹۹	۳۱ - حلقہ مقصد -
۱۰۳	۳۲ - سمورا اور زجر (روک تھام اور ونیہ) کی مختصر وضاحت
۱۰۵	۳۳ - موکش -
۱۰۷	۳۴ - سمیک کی مزید صراحت
۱۱۳	۳۵ - انبیا -
۱۱۷	۳۶ - زیولا اعلیٰ پرست کا دہرم آپدیش -
۱۱۷	۳۷ - انجام -
۱۲۰	۳۸ - مہا سیرامی کے بعد دہرم کی اشاعت -
	گاسپل وردہمان ختم
۱۲۳	انڈیکس -
۱۲۸	ضمیمہ -



فہرست مضامین

صفحہ ۲	فہرست مضامین	۱
۴	اجازت	۲
۵	دو الفاظ - شکریہ مصنف از جانب سیکرٹری مترمنٹل -	۳
۶	شکریہ اصحاب چھاپہ دہندگان از جانب سیکرٹری مترمنٹل -	۴
۷	ویساچہ	۵
۱۵	باب ۱ - دیکھ	۶
۱۶	باب ۲ - دوزخ - ضدین	۷
۱۸	باب ۳ - چواچو -	۸
۲۰	باب ۴ - عالم نجات	۹
۲۲	باب ۵ - روحانیت کا سونچ	۱۰
۲۵	باب ۶ - وردھمان کا جنم	۱۱
۲۹	باب ۷ - نام اکرم سنسکار	۱۲
۳۱	باب ۸ - سینچہ وجے -	۱۳
۳۲	باب ۹ - وردھمان کا پھین	۱۴
۳۶	باب ۱۰ - مالم ش باب	۱۵
۳۸	باب ۱۱ - تب اور روت	۱۶
۴۰	باب ۱۲ - کیول گیان -	۱۷
۴۲	باب ۱۳ - استخوان	۱۸
۴۴	باب ۱۴ - پرچار دھرم کی شاعت	۱۹
۴۷	باب ۱۵ - پرچار (سلسلہ)	۲۰
۴۹	باب ۱۶ - اندر بھوتی یا گوتم سوامی	۲۱
۵۲	باب ۱۷ - وردھمان کے شاگرد و متفقہ -	۲۲
۵۴	باب ۱۸ - نوات پانت وغیرہ -	۲۳

ریت مبشر

ایمنسا دھرم

بینی

گامپل آف رڈھمان

دھرم اور سوت انبرجینی فوقوں کے قدیم اور ستند و مقامیں نوشتہ جات کے موافق

راہا سوامی وھام کے ست سنگی اور ست سنگیوں کے مطالعہ کے سوا
بخصوص اور دوسرے محقق اور تلامشی صاحبان کے افادہ کے لئے بالعموم
قلمبند کیا گیا

از تلم

شیو برت لال جی

مصنف راہا سوامی یوگ - کبیر یوگ - نایک یوگ وغیرہ وغیرہ مقیم راہا سوامی دھرم

پرکاشک

مشرقی چین ترمذی ہرم پو ودہلی نے برائی افادہ خاص عام لکھا

قیمت ۴

ہابیز زمان ۱۲۵۹ء مطابق دسمبر ۱۹۳۲ء عید سوی

۱۰۰۰

